۵ امان ۱۳۴۳ ہش | شوال ۱۳۸۳ ہجری | ۵ مارچ ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۳ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۱ فروری بوقت ۹ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۳ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے مورخہ ۲۹ فروری کو آپ نے امرتسر میں ماہر امراض اعصاب سے معائنہ کرایا جس نے بعد معائنہ محترم موصوف کو تسلی دلائی کہ خطرہ والی بات کوئی نہیں البتہ جو بیماری کا حملہ ۹ فروری کو ہوا تھا وہ اعصابی بے چینی کا حملہ تھا اور چونکہ اس کے پیچھے ایک لمبے عرصہ کی دماغی کوفت تفکرات اور بعض صدمات کا دخل ہے اسلئے انہوں نے چند ادویہ بتائی ہیں جو ایک عرصہ تک استعمال کی جائینگی اور کہا ہے کہ ان باتوں اور تفکرات سے ذہن کو صاف کیا جائے اور طبیعت پرسکون رکھی جائے اور خود اپنے اوپر اعتماد کیا جائے۔ احباب دعا جاری رکھیں اللہ تعالیٰ جلد کامل صحت دے۔

تینوں صاحبزادیاں بھی بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ حضرت بیگم صاحبہ کو زکام اور وقفہ وقفہ کے بعد ناک کی بندش کی تکلیف چلی رہی ہے احباب دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سیدہ موصوفہ کی اس تکلیف کو جلد دور فرمائے۔ صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور گھر کی مسرتوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

ہالینڈ میں رمضان المبارک اور عید الفطر

احمدیہ مسجد میں مسلمانوں کا شاندار اجتماع۔ ملک بھر میں دو دفعہ ٹیلی ویژن پر مسجد کا پروگرام

دو افراد کا قبول اسلام!

مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب امام مسجد ہالینڈ

ہالینڈ میں عید الفطر کی تقریب اس دفعہ اپنے بعض مخصوص حالات کے پیش نظر ایک خاص شان کی حامل تھی۔ جس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہیں۔ مگر قبل اس کے کہ اس بارہ میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ کچھ عرض کیا جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس ضمن میں تمہیداً مشن کی بعض مساعی کا ذکر کر دیا جائے۔

مغربی ممالک میں عام طور پر موسم سرما کام کے لحاظ سے خاصا مصروفیت کا زمانہ ہوتا ہے۔ یہ وقت کم و بیش ستمبر سے شروع ہو کر مئی کے آخر تک چلتا ہے۔ جون جولائی اور اگست کے مہینے عام طور پر سیر و تفریح کے اوقات شمار ہوتے ہیں۔ جس کے لئے سال بھر لوگ پس انداز کرتے ہیں اور پھر ان دنوں ادھر ادھر سیر کرنے اور تفریح منانے کے لئے چلے جاتے ہیں۔ ستمبر میں سردی شروع ہو جاتا ہے تو لوگ پھر اپنے اپنے ٹھکانوں پر آ جاتے ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر گزشتہ سالوں کی طرح اس دفعہ بھی ہم نے ستمبر سے ایک خاص و مسلسل تبلیغی پروگرام کا ایک حصہ ترتیب دیا جو کامیاب رہا۔ جب وہ حصہ ہم دسمبر تک ختم کر چکے تو اس کے بعد سال نو کی آمد سے پروگرام کا دوسرا حصہ شروع کیا۔ جس کی ابتداء سال نو کے تہنیت ناموں سے کی۔ اس کے ساتھ ایک خاص پیغام بھی نشر کیا

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ گزشتہ سال اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسجد کی ظاہری خشکی دور کرنے اور چھوٹے میناروں کے ساتھ تزئین کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ مینار اگرچہ چھوٹے ہیں مگر اس نے خوبصورت سنہری گنبد مسجد کی خوبصورتی میں نمایاں اضافہ کا موجب ہیں۔ چنانچہ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے نئے سال کا تہنیت نامہ مسجد کے رنگین کارڈ کی صورت میں تیار کروایا۔ اور بہت ہی مقبول ہوا۔ (جو دوست مسجد کے رنگین کارڈ کی خواہش رکھتے ہوں وہ خط لکھ کر مشن سے منگوا سکتے ہیں)

نئے سال کی ابتداء اس دفعہ رمضان المبارک کی آمد کا پیش خیمہ تھی۔ سال کا آغاز ہوتے ہی رمضان کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور اس کے پروگرام بننے لگ گئے۔ چنانچہ رمضان کے فضائل، مسائل اور اس کی اہمیت پر مشتمل سرکلر تیار کر کے احباب کو روانہ کئے۔ اور روزہ کے اوقات کا تفصیلی چارٹ تیار کر کے احباب تک پہنچایا۔

(باقی صفحہ پر)

قادیان سے دو درویش بھائی حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو گئے

محلہ احمدیہ اور ریلوے سٹیشن پر پرتپاک الوداع

قادیان ۲۶ فروری جن سعادتمند درویش بھائیوں کو اس سال بیت اللہ کی زیارت اور فریضہ حج کی ادائیگی کی سعادت حاصل ہوئی ہے ان میں سے دو خوش نصیب دوست مکرم مرزا عبد اللطیف صاحب اور میاں خدا بخش صاحب گجراتی آج گیارہ بجے کی گاڑی سے اس مقدس اور بابرکت سفر کیلئے قادیان سے بمبئی روانہ ہو گئے جہاں حسب پروگرام ۷ مارچ کو ہندوستانی حجاج کے بحری جہاز کے ذریعہ عازم جدہ ہونگے اپنے دونوں درویش بھائیوں کو اجتماعی دعا کے ساتھ رخصت کرنیکے لئے آج رات بعد عشاء مسجد مبارک میں خاص تعداد میں درویشان جمع ہوئے نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد محترم مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل نے اپنے مختصر خطاب میں فریضہ حج کی اہمیت پر عام فہم انداز میں روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس مبارک سفر سے مومن کے ایمان میں تازگی اور انسانی روح کو جلا ملتی ہے۔ اور خاص دعاؤں کا موقع میسر آتا ہے ہر سچا مومن اپنے دل میں اس مقام پاک کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کی تڑپ رکھتا ہے۔ مگر حالات کی مجبوری کے باعث باوجود شدید تڑپ کے اس کو پورا نہیں کر پاتا لیکن جنہیں یہ موقع میسر آ جائے ان کے لئے ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور سفر و حضر میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور دعاؤں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آپ نے فرمایا ایسے نادر موقع پر علاوہ ذاتی اور انفرادی دعاؤں کے جماعت کیلئے خاص وقت نکالنا چاہیئے کیونکہ جماعت کی ترقی اور ان کی بیشتر مشکلات کا حل وابستہ ہے آپ نے جانے والے دوستوں کو اس قسم کی تمام دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی۔ بعدہٗ حاضر الوقت مجمع اور درویشان سمیت لمبی اجتماعی دعا کرائی۔ دونوں زائرین بیت اللہ کو گل پوشی کی گئی۔ دیار حبیب کو جانے والوں سے ہر شخص مصافحہ اور معانقہ کرتا اور اپنے لئے دعا کی درخواست کرتا۔ باوجود علالت طبع محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی مسجد میں تشریف لائے آپ نے بھی جانیوالوں کو شرف ملاقات بخشا اور حسب توقع انہیں نصائح فرمائیں اور مقدس مقامات میں پہنچ کر خصوصی دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس طرح آج شب کی یہ تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

آج گیارہ بجے کی گاڑی سے روانگی کا پروگرام تھا الوداع کیلئے قادیان کے درویش کی ایک بڑی تعداد ریلوے سٹیشن قادیان پہنچ گئی محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل دونوں زائرین بیت اللہ کو ہمراہ لیکر بذریعہ کار سٹیشن پر پہنچے آپ نے گاڑی روانہ ہونے سے پہلے ایک دفعہ پھر حاضرین سمیت دعا کرائی بیسیوں خادم پروردیش ان کے اس اجتماع میں خوشبودار پھولوں کے ہار پہنے دونوں زائرین ممتاز نظر آتے تھے۔ وہاں پر موجود متعدد غیر مسلم حضرات کے دریافت کرنے پر انہیں بتایا گیا کہ یہ دونوں خوش نصیب مکہ و مدینہ کی زیارت کے لئے اور فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔

جونہی گارڈ نے وسل دی اور چلنے کے لئے حرکت میں آئی نعرہ ہائے تکبیر کے علاوہ اسلام زندہ باد۔ رسول عربیؐ زندہ باد، حاجی صاحبان زندہ باد کے نعروں سے سٹیشن کی فضاء گونج اٹھی۔ اور قادیان کی گاڑی زائرین ارض حرم کو لے کر روانہ ہو گئی۔ دیار حبیب کے تصور میں اس وقت موجود ہر درویش کا دل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں کچھ اس طرح کی دعا کر رہا تھا ؎

حمامتنا تطیر بریش شوقٍ
وفی منقارہا تحف السلام
الیٰ وطن النبی حبیب ربی
وسید رسلہ خیر الانام

اسی طرح ؎

اے صبا پیغام سوئے کوئے احرام
من اگر داشتم بال و پرے

ملک صلاح الدین ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے ہلال آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ـــ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر

مختلف مقامات میں ایمان افروز کامیاب جلسے

یادگیر

۲۱ فروری ۱۹۶۴ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب "جلسہ یوم مصلح موعود" منایا گیا۔ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال دیودرگ جاتے ہوئے یادگیر تشریف لائے۔ صاحب موصوف کی زیر صدارت جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب نے افتتاحی تقریر کی۔ جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے ۲۰ فروری والی پیشگوئی کو لفظ بلفظ پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں مکرم نذیر احمد صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے "مصلح موعودؓ کی صداقت" کے ساتھ تائیدات کا مختلف پیرایہ میں جامع اور اختصار کے ساتھ ذکر کیا۔

تیسری تقریر مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے شروع کی۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کے بارے میں بتایا تھا کہ

"اس کے ذریعہ دین اسلام کا شرف
اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر
ظاہر ہوگا۔"

خدا تعالیٰ کے مسیح کی یہ بات مصلح موعود کے بابرکت وجود سے کس شان اور عظمت کے ساتھ پوری ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے شاندار رنگ میں اسلام کی تائیدات اور کلام اللہ کے مرتبہ کو اس موعود شخصیت سے ظاہر فرمایا۔ "المصلح الموعود" کی سرپرستی اور قیادت میں دنیا کے کناروں تک تبلیغ اسلام کا مبارک فریضہ انجام پا رہا ہے۔ مغرب کی بے دین تاریک وادیوں میں خانہ خدا کا قیام کیا جا کر "اللہ اکبر" کی صداؤں سے نغمہ افشانی کی جا رہی ہے۔ اور کلمہ توحید سے انسانی نفوس کو منور کیا جا رہا ہے جس میں خدائے عزوجل کی عظمت، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی، اسلام کا بول بالا اور انسانیت کی سربلندی مضمر ہے۔ اسی طرح مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے گئے جس سے ایک دنیا قرآنی تعلیمات سے روشناس ہوئی اور ہو رہی ہے۔ مصلح موعودؓ کی [illegible] قرآن کی تفاسیر کا بھی ذکر فرمایا جس کو پڑھنے والا آپ کی خداداد قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا! مصلح موعود کے یہ بے شمار کارنامے آپ کے عہد مسعود کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں رہتی دنیا تک تابندہ و درخشاں رکھیں گے!! اور یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی بیّن دلیل ہے۔

بعدہٗ مکرم برادرم سیٹھ عبد اللطیف صاحب نے "مصلح موعود کا حقیقی مصداق کون ہے؟" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ مختلف عقلی و نقلی دلائل سے آپ کو حقیقی معنوں میں مصلح موعود ثابت کیا۔ آخر میں آپ نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک کے عالمگیر پروگرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کے نیک اثرات کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ کیا عیسائی اور کیا دوسری اقوام کے سنجیدہ لوگ جو سنجیدگی سے اس عالمگیر پروگرام پر غور کرتے ہیں۔ تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس ضمن میں ایک عیسائی امریکن میڈیکل آفیسر ڈاکٹر بیکارڈ کا واقعہ سنایا کہ وہ جب امریکہ گئے تھے ایک دفعہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ہوٹل میں بیٹھے چائے پی رہے تھے اچانک میز پر پڑے اخبار پر اُن کی نظر پڑی اخبار اُٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں۔ ایک طرف احمدی مبلغ کا فوٹو ہے دوسری طرف عیسائیوں کے ایک بڑے پادری ڈاکٹر بیلی گراہم کا فوٹو۔ اور جلی حروف میں سُرخی دی گئی تھی کہ

"احمدی مبلغ کا ڈاکٹر بیلی گراہم کو چیلنج"

نیچے جو تفصیلات دی گئی تھیں اُن کو پڑھنے کے بعد وہ بہت متاثر ہوئے۔ جب وہ امریکہ سے واپس یادگیر آئے تو اُنہوں نے مکرم برادرم سیٹھ عبد اللطیف صاحب کو گھر پر بلایا۔ اور یہ تمام واقعہ سُنایا اور کہنے لگے

"عالمگیر مذہب صرف اسلام ہی ہو سکتا ہے عیسائیت نہیں۔"

آخر پر صدر محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں بڑے عمدہ اور سُلجھے ہوئے انداز میں مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ پیشگوئی جس کی تفصیلات خدا نے لنا سے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ دنیا پر ظاہر کیں۔ اجمالی رنگ میں ہزاروں سال سے چلی آ رہی ہے۔ اور اس کی سب سے پہلے بنی اسرائیل کے سامنے منادی کی گئی۔ اور پھر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اُس کی خبر دی گئی۔ آپ کے بعد زمانے کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے باکمال بزرگوں نے بھی خدا تعالےٰ سے علم پا کر مختلف رنگ میں اس کا اظہار فرمایا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہوشیارپور جا کر چالیس روز تک چلہ کشی کی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اسلام کے زندہ ہونے کا ایک عظیم الشان نشان المصلح الموعود کی صورت میں عطا فرمایا۔ محترم نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے وقت کی تنگی کے مدنظر مصلح موعودؓ کی چار صفات کا تفصیلی طور پر ذکر کیا۔ کہ وہ صاحب شکوہ عظمت و دولت ہوگا۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ خدا تعالےٰ کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ ان چاروں صفات پر آپ نے مبسوط انداز میں روشنی ڈالی۔ سامعین ہمہ تن گوش بیٹھے رہے۔

صدر محترم کی تقریر کے بعد جلسہ کی کارروائی اپنے اختتام پر پہنچنے والی تھی کہ خاکسار نے ایک ضروری اور وقت کے مناسب حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا مضمون جس میں "المصلح الموعودؓ" کے لئے انتہائی پرسوز انداز میں دعا کے لئے تحریک کی ہے "دعا۔ دعا۔ اور پھر دعا" پڑھ کر سنایا۔ بعدہ صدر محترم نے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی کامل صحت کے لئے صدقہ کی تحریک فرمائی۔ اسی وقت دوران کارروائی ہی میں حاضرین جلسہ نے صدقہ کے لئے قریباً چھتالیس روپے دیئے۔ عزیزم برادرم رحمت اللہ صاحب غوری نے جمع شدہ رقم لے کر مسجد میں ایک صد روپے دیئے۔ دوسرے ہی روز دو بکرے مقامی طور پر ذبح کئے گئے۔ باقی رقم مرکز کو ارسال کر دی گئی۔

جلسہ کی کارروائی کا اختتام کرتے ہوئے صدر محترم نے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کاملہ اور درازی عمر، اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے اور قادیان کی واپسی کیلئے پرسوز انداز میں ایک لمبی دعا فرمائی۔ اس مبارک تقریب کے موقعہ پر حاضرین کی شیرینی سے تواضع کی گئی۔ خدا کے فضل و کرم سے جلسہ کی حاضری معقول تھی اور مستورات بھی شریک تھیں جن کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کیا گیا تھا۔

والسلام

رحمت اللہ غوری انور سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ یادگیر۔

چارکوٹ (پونچھ)

۲۰ فروری مقام چارکوٹ جماعت احمدیہ کا جلسہ زیر صدارت مکرم جناب عبد الحق صاحب خسادم پریذیڈنٹ سیکرٹری مال منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم جناب لال دین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کالابن نے فرمائی۔ ازاں بعد خاکسار نے ایک تقریر کی۔ جس میں پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء (موعود رحمت اسلام پر عظیم الشان نشان) سے بالوضاحت پیش کی۔ خاکسار نے سامعین کو یہ سمجھایا کہ وہ مبارک وجود جو اس پیشگوئی کا مصداق ہے وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ذات بابرکات ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی مبارک وجود کو ہی مصلح موعود کا مصداق (باقی صفحہ پر)

ایک نہایت ضروری اور تاریخی تصحیح

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیعت لدھیانہ میں لی تھی اور بعض روایتوں نیز ریکارڈ کی بناء پر جیسا کہ سیرت المہدی میں ۲۰ رجب تو لکھا ہے مگر تاریخ ۲۲ کی بجائے ۲۳ مارچ درج ہے) بیعت کی تاریخ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء بروز جمعہ سمجھی جاتی تھی۔ مگر اب مزید تحقیق کی گئی ہے اور رجسٹر بیعت بھی دیکھا گیا ہے۔ اس میں ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء بروز جمعہ کے الفاظ لکھے ہیں۔ اور تقویم کے مطابق بھی ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ بروز جمعہ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء تاریخ درست ہے۔ گذشتہ سال مارچ ۱۹۶۳ء میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے نوٹس میں یہ امر لایا گیا۔ آپ نے فرمایا تھا

"تاریخی دستاویز کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔"

لہٰذا بیعت اولیٰ کی تاریخ ۲۰ رجب مطابق ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء بروز جمعہ قرین قیاس ہے اور اسکے مطابق عمل درآمد ہونا چاہیئے۔ تمام احباب مطلع رہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

حج بیت اللہ کیلئے روانگی

مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر مکرم بشیر الدین احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ خدا کے فضل و کرم سے امسال جماعت احمدیہ یادگیر سے حج بیت اللہ پر ۵ مارچ سفائری جہاز سے مندرجہ ذیل احباب روانہ ہو رہے ہیں:۔

۱۔ مکرم محمد عبد الغفار صاحب تیرگر مالک چپل بیڑی یادگیر۔
۲۔ مکرمہ مریم بی صاحبہ اہلیہ محمد عبد الغفار صاحب " "
۳۔ مکرم محمد حسن صاحب شحنہ ولد محمد عبد الکریم صاحب رنشان حضرت مسیح موعودؑ) ۲۷ فروری ۱۹۶۴ء کو یادگیر سے بمبئی روانہ ہو رہے ہیں۔

تمام بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے دعا کی درخواست ہے۔ امسال محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ محترم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب کی طرف سے حج بدل پر جانے والے تھے افسوس کہ سیٹ ریزرو نہ ہو سکی۔ انشاء اللہ آئندہ سال روانہ ہوں گے

خطبہ جمعہ

اصلاح اعمال کیلئے قوت ارادی کو مضبوط اور قوت متاثرہ کے نقائص کو دور کرو

تم اس مقام پر کھڑے ہو جاؤ کہ دنیا تمہاری نقل کرے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ر جولائی ۱۹۳۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

عقائد کے بارہ میں ہماری جماعت کی کوششیں نہایت بارآور اور کامیاب ثابت ہوئی ہیں ہمارے عقائد کی صحت کو ہمارے مخالفوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کھلے طور پر اپنا لیا اور اختیار کر لیا ہے اس کے مقابلہ میں اعمال کے بارہ میں ہماری جماعت کی کوششیں ایسی بارآور اور کامیاب نہیں ہیں۔ یعنی اکثر غیر تو غیر

خود اپنی جماعت کے لوگ

بھی یہ مانتے ہیں کہ اس بارہ میں ہمیں وہ مقام حاصل نہیں کہ جو دنیا کے لئے نمونہ کہلا سکے حالانکہ ارادہ اور نیت اعمال کے متعلق بھی ویسے ہی موجود ہے جیسے کہ عقائد کی درستی کے لئے پس جب محرک یکساں طاقت کا موجود ہے تو ایک جگہ ارادہ کا کم سے کم اثر اور دوسری جگہ زیادہ سے زیادہ اثر بتاتا ہے کہ بیرونی مخالفت ایک کی کم اور دوسرے کی زیادہ ہے

دنیا میں کام کرنیکی دقتیں

دو ہوا ہی۔ ایک قوت متاثرہ کی کمی اور دوسرے قوت متاثرہ کی کمی۔ یا تو یہ کامی اس لئے ہوتی ہے کہ کام کے پیچھے قوت ارادی اتنی مضبوط نہیں ہوتی جس کے ذریعہ وہ کام ہو سکتا ہے یا پھر قوت ارادی تو ہوتی ہے مگر بیرونی مخالفت اتنی شدید ہوتی ہے کہ اس پر غالب آ جاتی ہے مثلاً ایک طالب علم ہے۔ وہ ارادہ کرتا ہے کہ سبق یاد کرے مگر ایک اور طالب علم ہے جو سبق یاد کرنے کا ارادہ ہی نہیں کرتا۔ اور جب وہ ارادہ نہیں کرتا تو کوشش بھی نہیں کرتا پس ان میں سے ارادہ کرنے والا سبق یاد کرے گا اور نہ کرنے والا نہیں کرے گا۔

دوسری صورت کی مثال

یہ ہے کہ ایک طالب ارادہ تو کرتا ہے مگر اس ارادہ کے مقابلہ میں جو کام اس کے سپرد ہے وہ زیادہ ہے۔ طالب علم سبق یاد کرنے کا ارادہ تو کرتا ہے مگر استاد بے وقوفی سے ایسی کتاب کا سبق اسے دے دیتا ہے کہ جس کا وہ اہل نہیں۔ مثلاً پرائمری کے طالب علم کو ایم۔ اے کی کوئی کتاب پڑھانا ہے۔ اب یہاں ارادہ تو ہے مگر کام اتنا مشکل ہے کہ ارادہ اس پر غالب نہیں آ سکتا۔ یا ارادہ تو ہے مگر حافظہ اتنا خراب ہے کہ اس کی خرابی ارادہ پر غالب آ جاتی ہے۔ اس لئے جب تک ارادہ کی طاقت اور نہ بڑھ جائے۔ یا جب تک اس سے زیادہ حافظہ پیدا نہ کیا جائے۔ اس وقت تک سبق یاد نہ ہو گا یا مثلاً حافظہ بھی اچھا ہے ارادہ بھی ہے مگر طالب علم کسی جگہ ملازم ہے اور اسے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ سبق یاد کر لے وہ جلدی جلدی کام ختم کرتا ہے کہ کتاب یاد کرنے کے لئے وقت مل جائے مگر وہ ادھر کتاب لے کر بیٹھتا ہے اور ادھر اس کا آقا اسے دوسرا حکم دے دیتا ہے اور مجبوراً کتاب رکھنی پڑتی ہے۔ اب یہاں ارادہ بھی ہے حافظہ بھی ہے۔ یاد کرنے کی قابلیت بھی ہے مگر وقت نہیں۔ ایسے حالات میں ارادہ قوت مؤثرہ تھی اور سبق اور اس کے یاد کرانے کے ذرائع قوت متاثرہ۔ اور اس کے معاون ارادہ نے جن آلات پر اثر ڈالنا تھا وہ اگر اسکے مؤید نہیں ہیں تو اس کی تمام کوششیں بے اثر رہیں گی۔ پس یہ دقتیں ہیں جن کی وجہ سے انسان کو ناکامی ہوتی ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے

ہم میں قوت ارادہ

دونوں ہی امور میں یکساں موجود ہے جب کوئی شخص ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے تو وہ یکساں قوت سے فیصلہ کرتا ہے کہ اپنے عقائد اور اعمال دونوں کی اصلاح کرے گا۔ جب کوئی بچہ ہم میں پیدا ہوتا ہے تو وہ یکساں قوت کے ساتھ ارادہ کرتا ہے کہ وہ اسی طرح اپنے اعمال کو درست کرے گا جس طرح عقائد کو مگر باہر سے داخل ہونے والا شخص اور ہر پیدا ہونے والا بچہ ایک ہی جیسی طاقت اور ارادہ کے باوجود

عقائد کی اصلاح

میں تو کامیاب ہو جاتا ہے۔ لیکن اعمال کی اصلاح میں نہیں۔ گو ہم میں سے افراد اعمال کی اصلاح میں بھی کامیاب ہیں۔ مگر قومی اصلاح لیکن افراد کی اصلاح سے نہیں ہو سکتی بلکہ اسکے لئے جماعتی اصلاح ضرور ہوتی ہے۔

جماعتی اصلاح

دنیا کے سامنے ایک ایسا نظارہ پیش کرتی ہے کہ دوسرے اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں

سب سے بڑی قوت عمل نقل

ہے۔ اس سے زیادہ اثر کرنے والی کوئی اور قوت موجود نہیں۔ نقل دنیا میں ایسے حیرت انگیز کام کراتی ہے کہ عقل کو بھی پردے میں چھپا دیتی ہے۔ اور یہ چیز دنیا کی عقل اور سمجھ اور فہم پر اس قدر غالب آ جاتی ہے کہ حیرت ہوتی ہے ہماری گزشتہ تاریخ بھی اتنی قدیم نہیں کہ نظروں سے اوجھل ہو سکے۔ ابھی قریباً سو سال کا ہی عرصہ ہوا کہ ہندوستان کا فیشن بالکل اسلامی تھا لوگ جُبّے اور عمامے پہنتے اور داڑھیاں رکھتے تھے حتیٰ کہ ہندو بھی عمامے اور جُبّے پہنتے اور داڑھیاں رکھتے تھے۔ مگر آج وہ زمانہ ہے کہ وہ لوگ جن کے گھروں سے یہ چیزیں نکلی تھیں وہ خود ان کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ کوٹ پتلون اور ہیٹ کے دلدادہ ہیں اور داڑھیاں منڈاتے ہیں۔ غور کرو کہ

آج سے صرف سو سال قبل

وہ کونسی چیز تھی جس نے داڑھی کو معقول بنا دیا تھا۔ وہ کونسے دلائل تھے جنہوں نے جُبّے اور عمامے کو دوسرے سب لباسوں پر فوقیت دے دی تھی۔ اور چھوٹے کوٹ کو ادنیٰ اور ذلیل قرار دیا تھا۔ صرف یہ کہ ایک قوم تھی جسے دنیا اچھی سمجھتی تھی۔ وہ دوسروں کے اثر کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ قوم نہ کسی سے ڈرتی ہے۔ نہ کسی کا اثر قبول کرتی ہے اور پھر ترقی اور عروج پر ہے۔ اس لئے ضرور اس کے اندر کوئی خوبی ہے۔ اس وجہ سے دوسروں نے بھی اس کی نقل شروع کر دی۔ پھر اور ایک قوم آئی جس کے پیچھے قوت ارادی موجود تھی۔ وہ مجبہ پوشوں کے سامنے چھوٹے کوٹ اور عماموں والوں کے سامنے ہیٹ پہنے پھرتی رہی۔ وہ منڈی ہوئی داڑھی پر استقلال سے قائم رہی۔ لوگ اس پر ہنستے اور پھبتیاں اڑاتے رہے اور کہتے رہے کہ

یہ مرد ہیں یا عورتیں؟

ان کے چھوٹے کوٹوں کو دیکھ کر لوگ مضحکہ اڑاتے اور کہتے کہ کنجوس ہیں کہ

دو گرہ اور کپڑا

نہ تھا کہ لمبا دہ بنا لیتے۔ ان کے سروں پر ہیٹ دیکھ کر کہتے کہ یہ بھی کوئی لباس ہے جیسے

بندر کے سر پر ٹوکری

رکھی ہو۔ مگر وہ لوگ اپنی بات پر قائم رہے اور آہستہ آہستہ نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ ان کی ہنسی اڑاتے تھے وہ بھی نقل کرنے لگے۔ اور ساری دنیا میں یہی رو چل گئی کہ چھوٹا کوٹ ہی اچھی چیز ہے۔ ہیٹ بہت آرام دہ ہے۔ دھوپ سے بچاتی ہے۔ یہاں تک کہ ترکوں نے حکم دے دیا کہ جو سر پر پھندے دار ٹوپی پہنے گا اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور جو داڑھی رکھے گا اسے سزا دی جائے گی۔ داڑھی رکھنے اور لمبا کوٹ پہننے کے لئے لائسنس کی ضرورت ہے۔ جس طرح بندوق کے لئے ہمارے ہاں لائسنس ضروری ہوتا ہے۔ گویا داڑھی سے بھی کسی کو گولی ماری جا سکتی ہے آخر کیا چیز تھی۔ جس سے سو سال کے اندر اندر دنیا میں اس قدر تغیر ہو گیا۔ اور ترکوں میں تو یہ تبدیلی ۱۵-۲۰ سال سے ہی ہوئی ہے۔ پہلے وہ ہیٹ کے بڑے دشمن تھے۔ ان کا قومی لباس

فیض کیپ

تھا۔ جسے ہمارے ہاں رومی ٹوپی کہتے ہیں۔ باقی یورپین نے تماشکس تو خیر۔ یورپ میں بھی ترکوں سے ہی گیا ہے۔ لیکن فیض ابھی تک ہی ان کے ہاں موجود تھا۔ اور ۱۵-۲۰ سال پہلے اسے قابل ترک اپنی شان سمجھتے جاتے تھے۔ مگر آج ایسے کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ یہ تغیر کیوں ہوا۔ اسی لئے کہ بعض قومیں ایسی تھیں جو ہیٹ پہنتی تھیں۔ اور سر ناقی نہیں تھیں اپنی

دنیا کی عزت حاصل تھی۔ اس لئے وہ بڑوں سے طبعی اِل کیا شاید ترقی اسی میں ہے۔

نقالوں کی مثال

تو ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ کسی ملک میں کوئی شخص طبیب نہ جانتا تھا۔ وہاں ایک طالب علم تھا۔ جو بہت ہوشیاری کا دعوی کرتا تھا۔ اور لسان تھا۔ مگر در اصل بے وقوف تھا۔ وہاں کے لوگوں نے اسے اپنے ہمسایہ ملک میں طب سیکھنے کے لئے بھیجا۔ اور اس کے ملک کے دوستوں نے اپنے واقفوں اور آشناؤں کے نام اسے خطوط وغیرہ بھی دے دیئے۔ چنانچہ وہ گیا۔ اور ایک طبیب کے شاگردوں میں داخل ہو گیا۔ ابھی دو تین روز ہی ہوئے کہ طبیب کسی مریض کو دیکھنے گیا اور اسے بھی قلمدان اٹھا کر ساتھ چلنے کو کہا۔ وہاں جا کر مریض کی نبض دیکھی۔ اور اسے کہا کہ آپ نے کل چنے کھائے تھے۔ آپ ایسے نازک مزاج کو چنے کیسے ہضم ہو سکتے ہیں۔ یہ پیٹ درد اسی وجہ سے ہے۔ اسے نسخہ لکھ کر دیا۔ اور واپس آ گئے۔ وہ طالب علم استاد کے مکان پر پہنچ کر کہنے لگا کہ میں اجازت دیجئے میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ استاد نے پوچھا

طب سیکھنے کا ارادہ

ترک کر دیا۔ اس نے کہا نہیں۔ میں پڑھ چکا ہوشیار آدمی بہت جلد سیکھ سکتا ہے وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ استاد نے کہا کہ اتنی جلدی طب کہاں سیکھی جا سکتی ہے۔ اس نے کہا نہیں میں ہوشیار آدمی کے لئے کیا مشکل ہے۔ اصل چیز تشخیص ہے۔ سو اس کا گر میں نے معلوم کر لیا ہے۔ آگے علاج تو ہر ایک جانتا ہے۔ وطن پہنچا تو لوگوں نے کہا اتنی جلدی واپس آ گئے۔ اس نے کہا ہاں میں سب سیکھ آیا ہوں۔ ہوشیار آدمی جلد سیکھ سکتا ہے۔ وہاں کوئی رئیس بیمار ہوا تو یہ طبیب صاحب بھی پہنچے۔ اور چار پائی کے نیچے نظر ڈالنے کے بعد کہا کہ آپ نازک مزاج آدمی ہیں۔ آپ نے

گھوڑے کی زین

کھائی۔ بھلا وہ آپ کیونکر ہضم کر سکتے تھے۔ وہ رئیس غصہ سے بھر گیا اور کہنے لگا کہ گستاخی کرتے ہو۔ تمہیں علاج کے لئے بلایا ہے یا ایسی باتوں کے لئے۔ اور نوکروں سے کہا اسے خوب پیٹو۔ جب خوب پٹ چکا تو کہنے لگا کہ اس طبیب نے جس سے میں نے طب سیکھی ہے ایسی ہی کی تھی۔ وہ مریض کو دیکھنے گیا۔ تو میں بھی اس کے ساتھ تھا اور تاڑتا رہا کہ کیا گر ہے۔ اس نے چار پائی کے نیچے دیکھا

دو تین چنے کے دانے

پڑے تھے۔ اس نے مریض سے کہا کہ تم نے سمجھنے لکھا ہے ہیں۔ میں نے سمجھا کہ جو چیز چار پائی کے نیچے پڑی ہو وہی مریض نے کھائی ہوتی ہے تو نقال ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کسی کو ترقی یافتہ دیکھا۔ تو اس کے کاموں کی نقل شروع کر دی مگر اس جہت سے کہ کبھی اس سے مضحکہ خیز صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ ایک معمولی طاقت ہے یا بری چیز ہے اس میں زبردست طاقت ہے۔ اور جس طرح اس سے بری باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کبھی یہ

اچھی تبدیلیاں

بھی پیدا کر دیتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ فتح مکہ تک عرب لوگ سوچ سمجھ کر اسلام قبول کر رہے تھے۔ لیکن فتح مکہ کے بعد ان میں سے بہتوں نے محض نقل کے طور پر اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ گویا اسلام قبول کرنا اس وقت فیشن ہو گیا ایسا معلوم ہوتا کہ ایک ریلا ہے جو اُڈا چلا آ رہا ہے دس دس اور بیس بیس ہزار افراد پر مشتمل قبائل ایک وقت میں اسلام قبول کرتے تھے اور تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس بارہ میں وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور کہتے تھے جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو ہمارا مخالف قبیلہ پہلے داخل ہو جائے۔ تو وہ اسلام نقل کا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد

زکوٰۃ کا فتنہ

جب اٹھا۔ تو وہی نقال جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی تھی۔ انہوں نے کفر کی طرف لوٹ جانے میں جلدی کی اور ایسے سب قبائل نے ارتداد اختیار کر لیا۔ حتیٰ کہ سارے عرب میں صرف تین جگہ نماز باجماعت ہوتی تھی۔ یہ اتنا نازک وقت تھا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بہادر انسان نے بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ سے عرض کیا کہ اس وقت ہمیں ذرا نرمی اختیار کرنی چاہیئے۔

سارے ملک میں بغاوت

ہو گئی ہے۔ مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ نے جواب دیا کہ جو لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی رسی زکوٰۃ میں دیتے تھے جب تک وہ یہ رسی اب بھی نہ دینے لگیں۔ میں ان سے لڑائی بند نہیں کروں گا۔ خواہ خطرہ اتنا بڑھ جائے کہ مدینہ کی گلیوں میں

مسلمان عورتوں کی لاشیں

پڑی ہوں جنہیں کتے گھسیٹتے پھریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ جب ان سے گفتگو کر کے باہر نکلے۔ تو آپ کے دوستوں نے جو انتظار میں کھڑے تھے۔ اور اس فکر میں تھے پوچھا۔ کچھ کامیابی ہوئی۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں اس بڑھے کو بہت کمزور دل کا سمجھتا تھا مگر یہ تو ہم سب سے زیادہ بہادر ہے۔ اور آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کو دوبارہ عرب میں قائم کیا اور تربیت کے ماتحت وہی عرب سچے مسلمان بن گئے۔ غرض

نقل ایک زبردست طاقت ہے

جو کبھی نیکی کے پھیلنے میں ممد ہوتی ہے اور کبھی بدی کے پھیلنے میں۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ یہی نقل ہے جس نے ایک دفعہ اسلام کی اشاعت میں مدد کی تھی۔ دوسرے وقت میں اس کے شعار کو مٹانے میں مدد کی۔ اور وہ لوگ جو داڑھیاں رکھتے تھے۔ ان سے داڑھیاں منڈوانے لگی کبھی اس نے خدا اور اس کے رسول پر ایمان کے اظہار میں مدد دی اور کبھی انکار میں۔

پس نقل اپنی ذات میں اچھی ہے اور نہ بری اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نے فرمایا ہے کہ

من تشبہ بقوم فھو منہ

نقل کرنے والا اگر اچھی چیز کی نقل کرتا ہے تو وہ اچھا ہو جاتا ہے۔ اور اگر بری چیز کی نقل کرتا ہے تو برا ہو جاتا ہے۔ نقل ایک شیشے کے گلاس کی مانند ہے۔ اس میں اگر دودھ ڈالا جائے تو وہ دودھ نظر آتا ہے اور اگر پانی ڈالا جائے تو پانی۔ اس میں کالا رنگ ڈالا جائے تو وہ کالا نظر آتا ہے۔ اور اگر رنگ سرخ ڈالا جائے تو سرخ۔ غرض وہ ہر رنگ کے قبول کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

درحقیقت اس زبردست طاقت کو اللہ تعالے نے

انسان کی بہتری کیلئے

پیدا کیا ہے۔ تا کامیابی کے راستہ پر اس کا سفر اس کے لئے آسان ہو جائے گو گندے لوگ اسے بری طرح استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔ جیسے وہ پاکیزہ اشیاء کو لوگ بری طرح استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس طاقت کی پیدائش کی اصل غرض یہ ہے کہ صداقت ایک وقت تک جدوجہد کرنے کے بعد جب اپنا سکہ جما لے تو پھر اس کی اشاعت میں سہولت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ جب کوئی قوم ایک ایسے مقام پر کھڑی ہو جاتی ہے کہ لوگ اس کی نقل کریں۔ تو وہ کامیاب ہو جاتی ہے۔ ورنہ ایک ایک اور دو دو کو منوانا بڑا مشکل کام ہے اور اس طرح منوانے کے لئے ایک بڑا عرصہ

کامیابی کے لیے

درکار ہوتا ہے اور دنیا کب تک انتظار کر سکتی ہے۔ چنانچہ اپنی ترقی کو ہی دیکھ لو اگر لوگ اسی طرح ہماری جماعت میں داخل ہوتے ہیں جس طرح اب ہوتے ہیں یعنی ایک ایک دو دو جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی زمانہ میں لوگ داخل ہوتے تھے۔ تو شاید ہم ہزار سال میں اتنے لوگوں کو بھی مومن نہ کر سکیں۔ جتنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اسلام لا چکے تھے۔ کامیابی اسی وقت ہوتی ہے جب لوگ نقل کرنے لگیں۔ اگر جس چیز کی نقل کی جائے سچی ہو تو اس کی نقل کرنے والے بھی عقل والوں جیسے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تربیت سے سچائی ان کے دلوں میں بٹھا دی جاتی ہے فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ دخول کے وقت وہ نقل سے کام لیتے ہیں اور عقل بعد میں آتی ہے مگر

نیک امر کی نقل

کرنے والا باوجود اس کے کہ اسے اس کی عقل سے حصہ نہیں ملا ہوتا۔ بوجہ اس کے کہ وہ اچھی اور معقول بات کی بابت نقل کر رہا ہوتا ہے دوسروں سے ذہین ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ

پیرے کی مثال

سنائی ہے وہ کم عقل آدمی تھا۔ مگر صرف نقل سے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا۔ جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے اسے کہا کہ تم قادیان کیوں رہتے ہو۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں کوئی پڑھا لکھا آدمی تو ہوں نہیں۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ مرزا صاحب سٹیشن سے بارہ میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ اور لوگ خود بخود ان کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ مگر آپ روز اسٹیشن پر آتے ہیں۔ اور آپ کی جوتیاں بھی گھس گئی ہیں۔ مگر پھر بھی آپ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ یہ دلیل اس کی ٹھیک تھی۔ گو اسی حد تک پیرے کے ایمان کا سوال تھا۔

دنیا کی جتنی ترقی نقل سے ہوتی ہے اتنی دلائل سے نہیں ہوتی۔ نقل میں

بلوغ پکڑنے والی بات

ہوتی ہے۔ سچائی جب ایک حد تک ترقی کر جاتی ہے تو لوگ اس میں داخل ہونے کے لئے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ اس وقت وہ کوئی معمولی سی دلیل بھی سن لیں تو کہہ دیتے ہیں کہ بس ہم سمجھ گئے ہیں۔ ان لوگوں کی مثال اس دولہا کی سی ہوتی ہے۔ جسے کہتے ہیں روز گھر والوں سے

روٹھنے کی عادت

تھی۔ ایک دن اس کے بیوی بچوں نے فیصلہ کیا کہ اگر اب یہ روٹھے تو اسے منایا نہ جائے کیونکہ روز منانے سے یہ سر چڑھ گیا ہے۔ اگلے روز پھر روٹھ گیا اور کہنے لگا میں گھر میں نہیں رہوں گا۔ اور بیل کو لے کر باہر

چلا گیا۔ دن بھر انتظار کرتا رہا کہ کوئی منانے آئے مگر کوئی نہ آیا۔ ادھر بھوک نے تنگ کیا تو شام کے وقت بیل کو چھوڑ دیا۔ اس نے گھر کو ہی جانا تھا کیونکہ اسے یہی عادت تھی کہ صبح گھر سے آتا اور شام کو گھر چلا جاتا۔ دھوبی نے اس کی دم پکڑ لی اور پیچھے پیچھے یہ کہتا ہوا کہ چھوڑ دیکھی یار تم مجھے یونہی زبردستی گھر لئے جا رہے ہو۔ میں نہیں جانا چاہتا تھا۔ گھر آ گیا۔ تو جب کوئی قوم ایسے مقام پر کھڑی ہو جاتی ہے کہ دوسرے اس کی نقل کرنے لگیں تو پھر ڈر اور خوف جاتا رہتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ قوم صبح و شام ترقی کرتی ہی جاتی ہے۔ اور اسے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ ممکن ہے اس کی مخالفت سے ہم پر کوئی عذاب آ جائے اور وہ اس کے ساتھ ملنے لگ جاتے ہیں

بہانے کی تلاش

میں لگ جاتے ہیں اور جب کوئی جا کر تبلیغ کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس طرح تو آج تک ہمیں کسی نے سمجھایا ہی نہ تھا۔ اور جب ایمان سے آتے ہیں تو نقل دونوں طرح کام کرتی ہے۔ مگر یہ مقام حاصل کرنے کے لئے ایک عرصہ تک

طاقت کی ضرورت

ہوتی ہے جب تک اس خاص معیار پر کوئی قوم نہ پہنچ جائے لوگ اس کی نقل نہیں کرتے۔ پس ماننا پڑے گا کہ نقل میں بھی فوائد ہیں اور خدا نے اسے بے وجہ پیدا نہیں کیا اور فائدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ دین کی اشاعت میں بھی اس سے مدد لیتا ہے داخل ہونے کے بعد مشورہ آسان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ داخل ہونے کے بعد انسان حکومت کے اندر آ جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سہولت پیدا کس طرح ہوتی ہے تا اسے حاصل کیا جا سکے۔ لوگ آج

عقائد کے بارہ میں ہماری نقل

کر رہے ہیں۔ آج لوگ اگرچہ یہ نہیں جانتے کہ وفات مسیح سے اسلام کے کیا فوائد وابستہ ہیں مگر وہ اسے جانتے ہیں کہ سارے قرآن کو محفوظ سمجھنے کے فوائد وہ نہیں جانتے مگر یہ عقیدہ ان کا ہو گیا ہے الہام کے جاری ہونے کی پوری حکمت کو وہ نہیں سمجھتے مگر عیسائیوں اور آریوں سے مقابلہ کے وقت وہ

اسلام کی فضیلت

کے طور پر اسے پیش کرتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ صفات الٰہیہ کے کمال کا تقاضا یہ ہے کہ سب قوموں میں نبیوں کی آمد تسلیم کی جائے

مگر دوسروں کے سامنے یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے لیکن ابھی ہمارے اعمال کی لوگوں نے نقل شروع نہیں کی اور میں نے پچھلے بعض خطبات میں بتایا تھا کہ اس رستہ میں ہمارے لئے کچھ دقتیں ہیں۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ جب قوت ارادی یکساں ہے تو یہ اختیار کیونکر پیدا ہوا۔ ہے میرے اس

بیان کا خلاصہ

یہ ہے کہ اس کی وجہ قوت متاثرہ کی کمزوری اور اس کے معادین کا نقص ہے۔ ایک چاقو سے ہم سنگترہ کاٹ سکتے ہیں۔ مگر لوہے کی سلاخ نہیں کاٹ سکتے۔ ریتی سے لوہے کو چھیل سکتے ہیں مگر ہیرے کو نہیں کیونکہ وہ زیادہ سخت ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اعمال کے متعلق ہماری روکیں عقائد کی روکوں سے زیادہ سخت ہیں۔ اور وہ میں بیان کر چکا ہوں کہ کیا ہیں۔ اور اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ان روکوں کو دور کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اگر ہم دوسروں پر غالب آنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اس سے ہمارے اندر ایسی قوت پیدا ہو جائے گی کہ دوسروں کی اصلاح کر سکیں۔ دوسروں سے نقل کرانے کے لئے

بہادری اور استقلال

کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کوئی قوم مضبوطی سے ان چیزوں پر قائم ہو جاتی ہے تو دوسرے خود بخود اس سے مرعوب ہونے لگتے ہیں۔ اور پھر اس کی نقل شروع کر دیتے ہیں۔ جب دنیا میں لوگ بری سے بری باتوں کی نقل کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اچھی باتوں کی نہ کریں۔ اب

انگریزوں میں ناچ

کا رواج ہے مگر پہلے اسے برا سمجھا جاتا تھا مگر آہستہ آہستہ لوگوں نے اسے اختیار کرنا شروع کیا۔ پہلے پہلے عورت اور مرد ہاتھ پکڑ کر ناچتے تھے۔ بوسہ کی طرف سبقت کرکے۔ پھر یہ سلسلہ ترقی کرکے فاصلہ تین انگلی تک آ گیا۔ اور اب بہت جگہ پر یہ بھی اڑ جاتا ہے تو جس چیز کو بہادری اور استقلال سے قائم رکھا جائے لوگ اس کی نقل کرنے لگ جاتے ہیں

ملکہ الزبتھ

کے زمانہ میں جب پہلے پہل داڑھیاں منڈوانے کا حکم دیا گیا تو بعض درباریوں نے اپنے عہدے سے ترک کرنے اور دربار سے نکلنا منظور کر لیا مگر داڑھیاں منڈوانے پر رضامند نہ ہوئے۔ مگر آج کوئی داڑھی رکھنا پسند نہیں کرتا تو ہر چیز

کے بدلنے سے پہلے ایک طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب لوگ اسے پیدا کر لیتے ہیں تو دوسرے ان کی نقل شروع کر دیتے ہیں اور جب تک وہ پیدا نہ ہو نقل کرانا دشوار ہوتا ہے اور ہم نے اپنے اندر اسی طاقت کو پیدا کرنا ہے مگر اس کے رستہ میں بہت سی روکیں ہیں جن کے مقابلہ کے لئے ہم نے قواعد تجویز کرنے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں اپنے

نفسوں کی قربانی

اور ایک ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور جب تک یہ چیزیں ہمیں حاصل نہ ہوں گی ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میں نے

جماعت کو بار بار توجہ

دلائی ہے کہ وہ ان مشکلات پر اور ایسی ہی دوسری مشکلات پر جو ہمارے سامنے آئیں غور کرے کہ ان کا کیا علاج ہے وہی علاج ہماری کامیابی کا علاج ہوگا۔ ہر احمدی اس بات پر غور کرے اور یقیناً آپ میں سے ہر ایک کا دل یہی گواہی دے گا کہ ہمارے ارادہ میں کمی نہیں ہمارا ارادہ اعمال کی اصلاح کے متعلق بھی ویسا ہی ہے جیسے عقائد کی اصلاح کے بارہ میں

نقص قوت متاثرہ میں ہے

جن پر ہمارے ارادہ نے اثر انداز ہونا ہے ان میں نقص ہے۔ ہمارے پاس چاقو موجود ہے۔ مگر جس چیز کو اس سے کاٹنا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے یا ہمیں اس کو نرم کرنا پڑے گا اور یا پھر چاقو کو تیز کرنا ہوگا اس

کے سوا چارہ نہیں۔ سخت چیز کو نرم کرکے بھی اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ جیسے سونا چاندی ہے اس کا کشتہ بنا لیا جاتا ہے لوہا کتنی سخت چیز ہے مگر اس کا بھی کشتہ بنا لیا جاتا ہے مگر ہمیں یاد

قوت ارادی کو زیادہ مضبوط کرو

اور یا پھر قوت متاثرہ کے نقص کو دور کر دیں دو علاج ہیں۔ اگر ہم اپنے ارادوں میں اتنی طاقت پیدا کر لیں کہ سب روکوں کو مٹا دے تو پھر بھی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اور ایسی قوت ارادی ایمان سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ ایمان جس قدر مضبوط ہوگا۔ اسی قدر قوت ارادی مضبوط ہوگی۔ اگر ایمان کمزور ہو تو قوت ارادی بھی کمزور ہو گی۔ حضرت مسیح ناصری نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو تم پہاڑ کو ہلا سکتے ہو مگر جب تک یہ مقام حاصل نہ ہو اس وقت تک

جد و جہد کی بہت زیادہ ضرورت ہے

بے شک یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم میں سے بعض کو وہ مقام دیدے کہ ہم جو چاہیں ہو جائے مگر ساری جماعت یہ مقام حاصل نہیں کر سکتی باقیوں کے لئے جد و جہد کی ضرورت پھر بھی باقی رہے گی اور اس کے لئے ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ وہ کونسی تدابیر ہیں جن سے ساری جماعت کامیابی کا منہ دیکھ سکے اور ان روکوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ہمارے رستہ میں ہیں۔ ایسے علاج تجویز کرنے چاہئیں کہ باوجود ان کے ہم کامیاب ہو سکیں۔

(الفضل [illegible])

درخواست دعا

منجانب مکرم پروفیسر اختر احمد صاحب اورینوی۔ پٹنہ

احباب جماعت کے لئے یہ خبر مسرت کا باعث ہوگی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی مولوی سید ارادت حسین صاحب مرحوم کے نواسے ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ ایم۔ ایس جو اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ گئے ہوئے تھے۔ لندن انگلستان آکر ایف۔ آر۔ سی۔ ایس کے ابتدائی امتحان میں بیٹھے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوئے یہ امتحان سرجری کی تعلیم اور عملی سرجری کا بہت مشکل امتحان ہوتا ہے۔ اور اس میں کامیابی بہت مشکل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے پہلے ہی موقعہ میں آفتاب احمد کو کامیاب کر دیا۔ اب وہ انشاء اللہ تعالیٰ ایف۔ آر۔ سی۔ ایس کے فائنل امتحان میں بیٹھیں گے صحابہ مسیح موعود۔ درویشان قادیان۔ اہل ربوہ اور ساری جماعت کے احباب سے دعا کی گزارش ہے۔ اللہ تعالیٰ آفتاب احمد کو ہر امتحان میں کامیاب فرمائے اور دین و دنیا کی ترقی اور سرخروئی بخشے۔

آفتاب احمد امریکہ ایک سال تک مطب اور ہسپتالوں کی سرجری کی عملی تعلیم ماہرین فن کی رہبری میں حاصل کرکے انگلستان گئے ہیں۔ دربھنگہ میڈیکل کالج بہار سے وہ ماسٹر آف سرجری اور اس سے پہلے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی ڈگری حاصل کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہاں بھی ایک استاد اور ماہر فن سرجن سید محمد نواب ایف۔ آر۔ سی۔ ایس کی رہبری بخشی تھی اور امریکہ میں بھی انہیں بڑے بڑے امریکن کی سرپرستی حاصل ہوئی۔ امریکہ کے سرجنوں کے سامنے آفتاب احمد نے اسلامی تعلیمات بھی پیش کیں اور خدا نے انہیں وہاں احمدیت کے تذکرے کا موقعہ بھی دیا۔ ہر خط میں آفتاب سجدہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتے ہیں۔ اور اسلامی تہذیب

[illegible] برتری اور پاکی کو محسوس کرکے مغربی ممالک کی خرابیوں پر کڑھتے ہیں۔ انہیں کنیڈا جا کر بھی اسلام کی صحیح اہمیت کا احساس ہوا ہے۔ بزرگوں سے گزارش ہے کہ ان کے لئے اور ان کے [illegible] کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ آفتاب احمد [illegible]

جزائر فیجی میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی و تربیتی مساعی

ماہوار رسالہ "اسلام" کی چار زبانوں میں اشاعت مشن ہاؤس کی تعمیر لٹریچر کی تقسیم

مکرم شیخ عبدالواحد صاحب انچارج احمدیہ مشن فیجی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جزائر فیجی کے دور دراز علاقہ میں اکتوبر ۱۹۶۰ء میں تبلیغی مشن قائم کیا گیا۔ اب یہ مشن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں اور بشارات کے مطابق خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے۔ پہلے سال ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے دو مقامات پر جماعتیں قائم ہو گئیں اور سال کے آخر تک اللہ تعالیٰ نے افراد میں بھی برکت اور ترقی دے کر ۶۷ تک پہنچا دی۔ ستمبر ۱۹۶۱ء میں جزائر فیجی کے دارالحکومت صوا کے علاقہ سماما بولا میں شاہراہ کنگز روڈ پر کرایہ پر تبلیغی مرکز قائم کیا گیا۔ اور ماہ رمضان شریف کی دسویں تاریخ کو بعد نماز تراویح پہلے ۹ احباب نے بیعت کی۔ بیعت کے بعد نیا جوش پیدا ہو گیا۔ اور نادی۔ نندی۔ نوتوکا کے بھائیوں کے ساتھ مل کر تبلیغ کے کام کو محنت اور ذوق و شوق سے شروع کیا گیا۔ اور جماعتیں دوسرے سال میں ۴ (دینی لیوو۔ بیت۔ باسر۔ بار۔ سوسیلی۔ دور دوسرے جزیرہ دانو آلیو) میں بھی قائم ہو گئیں۔

دسمبر ۱۹۶۲ء کے سالانہ جلسہ اور مجلس مشاورت میں کرایہ کے مرکز کو ناکافی اور تنگ پایا گیا اور حضرت مسیح موعود کے الہام "وسع مکانک" اور بشارات پر نظر کر کے مرکز کی ضرورت اور وجوب دوستوں پر واضح کیا گیا۔ چنانچہ بڑی کوشش کے بعد جون ۱۹۶۳ء میں جماعت ہائے احمدیہ جزائر فیجی کو اللہ تعالیٰ نے مرکزی دفاتر کے لئے موزوں قطعہ زمین خریدنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس کا رقبہ ۱۳۵۰۰ مربع فٹ ہے اور اگلا حصہ وزیٹی سٹرک پر ہے ۱۲۴ فٹ لمبا ہے۔ اس میں ایک وسیع عمارت بھی ہے جس کو ۵۰۰ پونڈ مزید خرچ کر کے ٹھیک کیا ہے اور ضروری حصص کی تکمیل کی ہے۔

احمدیہ اسلامک سنٹر (مرکز جماعت احمدیہ) ۸۲ کنگز روڈ صوا۔ اب فیجی میں اب جماعت کے دفاتر یکم اکتوبر ۱۹۶۳ء سے منتقل ہو چکے ہیں۔

مسجد فضل عمر کے ساتھ بائیں جانب مسجد کے ساتھ ملا ہوا لجنہ اماء اللہ کا دفتر ہے جس کو عورتوں کے لئے نمازیوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کے لئے بطور مسجد قرار دیا ہے۔ دو دروازے اس کے مسجد میں کھلتے ہیں۔ جن کے آگے نمازوں کے اوقات میں پردہ آویزاں کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ لجنہ کا کچن اور غسل خانہ وغیرہ ۱۹×۱۴ کی عمارت میں ہے۔

مرکز کی عمارت کے نیچے ۱۴×۵۴ کا ایک تہ Basement ہے جو تعلیمی کلاسز کے لئے نہایت موزوں طور پر مرتب کیا جا رہا ہے۔

اس کے ساتھ مغرب اور جنوب میں باغیچہ اور لان کا وسیع رقبہ ہے۔ بڑے جلسوں کے وقت ان میں سائبان لگا کر حسب خواہ وسعت پیدا کرنے کی گنجائش ہے۔

جماعت کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی پر ہے جو کہ تین سال میں ۷۰۰ سے اوپر پہنچ گئی ہے۔ تویونی اور لارائی کے جزائر میں بھی جماعتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم ہو گئی ہیں اور بڑھ رہی ہیں۔ مرکز قائم ہو جانے سے خوابیدہ طبائع بیدار ہو رہی ہیں۔

ماہوار رسالہ "اسلام" ابتدائی سال سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ یہ رسالہ چار زبانوں اردو۔ انگریزی۔ ہندی اور فیجین زبان میں نکالا جاتا ہے۔ یہ جزائر فیجی میں ایک مقبول اخبار ہے جس کی مانگ دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کیونکہ یہ اخبار جزائر فیجی کے مسلمانوں اور عوام کا علمی اور تربیتی دینی اخبار ہے۔

گزشتہ دو سال میں چھ فیجین ٹریکٹ (۱) حضرت مسیح کشمیر میں (۲) بائبل میں اختلافات اور قرآن مجید کی محفوظ حیثیت (۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بائیبل کی پیشگوئیاں (۴) خدا اور رسول کی محبت (۵) پرائمر آف اسلام نمبر ۱ (۶) مسلمان اور عیسائی کی گفتگو شائع کر کے ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لطیف تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا فیجین ترجمہ جو ماہوار "اسلام" جزائر فیجی میں بالاقساط چھپتا رہا ہے کتابی صورت میں چھپ رہا ہے۔ کتابی صورت میں چھپ رہا ہے۔ اس کے علاوہ سیرت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترجمہ بھی زیر طبع ہے۔

تعلیم و تربیت کے لحاظ سے احمدیہ مشن میں لڑکے لڑکیاں، چھوٹے بڑے اور لیڈر بھی، جو کہ ہندوستانی اور فیجین قرآن مجید اور دینیات کی تکمیل کے لئے اردو اور عربی پڑھتے ہیں۔ اس میں روزانہ تین چار گھنٹے سے زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ گزشتہ دو سال سے خاکسار نے اپنی پرائیویٹ کلاسز کے ذریعہ ۲۰۰ سے زیادہ طلباء اور طالبات قرآن مجید اور اردو پڑھنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ لمباسہ اور نانڈی کے علاقہ سے بھی طلباء ان کلاسز کے ذریعہ ایک ایک ماہ کے لئے آکر پڑھنا سیکھ گئے ہیں۔ اور سیکھ رہے ہیں۔

ایک ماہ سے تعمیر مرکز اور مرمت کے کام کے لئے جماعت کے دوست بیس بیس اور پچیس پچیس کی تعداد میں چھٹی کے دن وقار عمل مناتے ہیں۔ اور سارا دن اپنے مرکز کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان کے دوپہر کے کھانے (کا انتظام لجنہ اماء اللہ صوا فیجی) کے ذمہ ہوتا ہے۔ جو ہر طرح سے مردوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ اور مرکز کے حصہ دفتر لجنہ اماء اللہ کو بھی ٹھیک کرتی ہیں۔ اور ہر اتوار کو اپنی میٹنگ اس میں کرتی ہیں۔ جس کے ذریعہ عورتوں میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ کا کام ترقی پر ہے۔ اسی طرح جمعرات کو درس قرآن میں بھی شامل ہوتی ہیں۔ جو کہ مسجد احمدیہ مسجد فضل عمر میں ہر جمعرات کو ہوتا ہے۔

عزیز عبدالرؤف اور ان کی بیگم عزیزہ جمیلہ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ربوہ تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولا کریم ان کی نیک آرزوؤں کو پورا کرے۔

درخواست دعا

خاکسار ہرنیا کے علاج کے سلسلہ میں گاندھی ہسپتال سکندرآباد میں داخل ہوا ہے میرا حمو صادق صاحب نے بڑی ہمدردی کا نمونہ دکھایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھے اس تکلیف سے جلد شفا بخشے۔ خاکسار عبدالعزیز استاد سیکرٹری تعلیم و تربیت جیا پور

افسوسناک ناگہانی وفات!

قادیان ۲ مارچ۔ افسوس کہ مکرم مولوی عبداللہ صاحب درویش معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان کی اہلیہ محترمہ مشکوری بی بی صاحبہ آج رات ناگہانی طور پر وفات پا گئیں۔ مرحومہ کی عام صحت اچھی تھی۔ اور شام کے وقت خوش و خرم تھیں۔ رات نو بجے بچی کی ولادت ہوئی۔ مگر پلسنٹا (آنول) خارج ہونے میں دیر ہو جانے کی وجہ سے صورت حال تشویشناک ہو گئی۔ احمدیہ شفاخانہ کے انچارج چوہدری غلام ربانی صاحب کے علاوہ فوری طور پر مکرم ڈاکٹر کنیدار ناتھ صاحب کو بھی بلا لیا گیا۔ سب نے مل کر ہر ممکن علاج معالجہ کیا۔ مگر کوئی علاج کارگر نہ ہو سکا۔ مرحومہ پر بے ہوشی طاری رہی۔ اور بالآخر تین بجے کے قریب داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کی ناگہانی وفات سے تمام درویشان مرد و زن کو بہت صدمہ ہوا۔ مرحومہ نیک، صالحہ اور اچھے اطوار و اخلاق کی درویش خاتون تھیں۔ آج بعد نماز ظہر محترم مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے درویشان کی کثیر تعداد سمیت مہمان خانہ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ موصیہ ہونے کے باعث مرحومہ کو بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے خورد سال تین لڑکے اور تین لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ انہیں تین لڑکیوں میں سے تیسری نوزائیدہ بچی بھی ہے جس کی ولادت کے معاً بعد مرحومہ انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ چوہدری خیرالدین صاحب چک ۲۹۶ ب لائلپور کی چھوٹی لڑکی تھیں۔ مرحومہ کی شادی سے قبل ان کی بڑی بہن مولوی صاحب کے عقد میں تھیں۔ جو اپنی ایک یادگار عزیز نور احمد ناصر چھوڑ کر انتقال کر گئی تھیں۔

اس شدید صدمہ پر ادارہ بدر مکرم مولوی عبداللہ صاحب اور پاکستان میں مقیم مرحومہ کے والدین اور جملہ لواحقین سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور تمام لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور خورد سال بچوں کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی کامیاب مساعی

گرجاؤں اور یونیورسٹیوں میں تقاریر۔ لٹریچر کی وسیع تقسیم

۱۰ افراد کا قبول اسلام

امریکہ مشن کی سہ ماہی رپورٹ از یکم اکتوبر تا ۳۱ دسمبر ۱۹۶۳ء

از مکرم سید جواد علی صاحب مبلغ واشنگٹن امریکہ

حلقہ پٹس برگ

اس حلقہ میں مکرم چوہدری عبدالرحمن صاحب بنگالی کام کر رہے ہیں جو اس وقت سارے امریکی مشنوں کے انچارج ہیں۔ عرصہ دوران رپورٹ آپ نے ۱۲۰۰ کے قریب اشتہارات شہر میں مختلف جگہوں میں تقسیم کئے۔ جس ہوٹل میں آپ مقیم تھے اس میں آنے والے مہمانوں سے اسلام پر گفتگو ہوتی رہی۔ آپ ان کو لٹریچر بھی مزید مطالعہ کے لئے دیتے رہے۔ اس ہوٹل کے مالکان میں سے ایک حصہ دار ایک بنگالی مسلمان بھی ہیں۔ اس بنگالی دوست نے خان صاحب کو اپنے کئی دوستوں سے روشناس کرایا جس کی وجہ سے تبلیغ کا حلقہ وسیع ہو گیا۔ یہ بنگالی دوست اگرچہ احمدی نہیں ہے۔ مگر احمدی مبلغین کے کام ان کی اسلامی خدمت کی بڑی قدر کرتا ہے کئی سال سے پٹس برگ میں وہ رہ رہا ہے اور جتنے مبلغ پٹس برگ میں رہ چکے ہیں سب سے وہ ذاتی طور پر متعارف ہے اور سب کو ملتا رہا ہے اور نہایت حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ خان صاحب کے وطنی ہونے کی وجہ سے ان کو اپنے ہوٹل میں ہی رکھ لیا اور بڑی عزت سے پیش آیا۔ خود کوشش کر کے اس نے خان صاحب کے لئے تبلیغ کے لئے بہت سے مواقع مہیا کئے۔

آپ دوسرے مشنوں میں بھی وہاں کے احباب کی تربیت اور نگرانی کے لئے تشریف لے گئے۔ احباب نے اپنے عزیزوں اور دوستوں کو خان صاحب سے متعارف کرایا۔ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خان صاحب نے کئی ایک احباب کو روشناس کرایا۔ اور ان میں لٹریچر تقسیم کیا۔ بنگس ٹاؤن میں آپ کا انٹرویو ایک مقامی اخبار کے رپورٹر نے بھی لیا۔ اسی طرح جب آپ ڈیٹرائٹ تشریف لے گئے تو وہاں کے دو مقامی اخباروں کے رپورٹروں نے آپ کا انٹرویو لیا۔ اور اس انٹرویو کو مع تصویر اخباروں میں شائع کیا۔

پٹس برگ کے ایک پبلک ہائی سکول میں تشریف لے گئے وہاں کے استادوں اور پرنسپل سے آپ کی ملاقات ہوئی جنہوں نے آپ کو سکول کی تعلیمی سرگرمیوں سے متعارف کرایا۔ آپ کو طلباء کو خطاب کرنے کا موقعہ بھی میسر آیا۔

بعض چیدہ چیدہ افراد سے آپ نے ملاقات کی۔ پٹس برگ کے بورڈ آف ایجوکیشن کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پٹس برگ یونیورسٹی کے غیر ملکی طلباء کے نگران سے ملاقات کی گئی۔ آپ نے ان کو اسلام کا پیغام پہنچایا۔ ڈیٹرائیٹ میں آپ ایک مقامی احمدی کے ساتھ مقامی کورٹ میں اس دوست کے نام کی تبدیلی کے لئے گواہ کے طور پر اس کے ساتھ گئے۔ وہاں پر probate Judge سے ملاقات ہوئی۔ نہ صرف یہ کہ خان صاحب نے ان کو تبلیغ کی بلکہ اس وقت کورٹ میں جتنے افراد جمع تھے سب کے سامنے خان صاحب نے اسلام اور احمدیت پر لیکچر دیا۔ جس سے سب دوست محظوظ ہوئے۔ probate Judge نے ذاتی طور پر خان صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح دوسرے حاضرین بھی بہت محظوظ ہوئے اور شکریہ ادا کیا

آپ نے پٹس برگ میں دو چرچوں میں لیکچر دیئے۔ دونوں لیکچروں کے بعد آپ سے سوالات کئے گئے جن کے نہایت مدلل جوابات آپ نے دیئے۔ مقامی مشن کے ہفتہ وار اجلاسات میں آپ شرکت کر کے مقامی ممبران کی تعلیم و تربیت کی جدوجہد کرتے رہے۔ جمعہ کے خطبات میں اسلامی مسائل پر روشنی ڈالتے رہے

حلقہ واشنگٹن

عرصہ زیر رپورٹ میں اس حلقہ میں تبلیغی جدوجہد کامیابی سے جاری رہی۔ خاکسار نے اور واشنگٹن کے بعض ممبران نے متواتر شہر کے مختلف حصوں میں پھر کر اشتہارات تقسیم کئے۔ تقسیم کے دوران میں کئی ایک افراد سے اسلام اور احمدیت پر تفصیلی گفتگو کا بھی موقعہ ملا۔ ان افراد میں ہر طبقے کے افراد شامل تھے۔ ان اشتہاروں کے پڑھنے کے بعد کئی ایک اصحاب مشن ہاؤس میں مزید معلومات کے لئے آئے جن سے اسلام اور عیسائیت کے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ جاتی دفعہ ان سب کو مزید مطالعہ کے لئے لٹریچر دیا گیا اور کئی ایک نے بڑے شوق سے لٹریچر خریدا۔

لٹریچر کی دستی تقسیم کے علاوہ مختلف شہروں سے بھی لٹریچر کی مانگ آتی رہی جو پوری کی جاتی رہی۔ ریاست ورجینیا کی ریکمنڈ کی یونیورسٹی سے مذہبیات کی ایک پروفیسر کی درخواست پر ان کو اسلام اور احمدیت پر لٹریچر بھجوایا گیا۔ اسی طرح ریاست انڈیانا کی ایک یونیورسٹی سے لٹریچر کی مانگ آئی۔ وہاں بھی بھجوایا گیا

اسی ریاست کی ایک اور یونیورسٹی جو Bloomington میں واقع ہے۔ ہمارے ایک پاکستانی احمدی دوست قاضی محمد برکت اللہ صاحب تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تبلیغ میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کی اس جدوجہد کے نتیجہ میں اس یونیورسٹی کے تقریباً ۴۰ طلباء کو لٹریچر بھجوایا گیا جن میں امریکن اور غیر ملکی طلباء شامل ہیں۔ قاضی صاحب کا خط بھی بعد میں موصول ہوا کہ کئی طلباء نے ان سے مل کر لٹریچر موصول کرنے پر شکریہ ادا کیا اور اسلام کی موجودہ زمانے کے حالات کے مطابق پیش کردہ احمدیت جو اسلام کی خدمت کر رہی ہے اس کو سراہا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ اسی طرح مختلف کالجوں اور سکولوں سے طلباء کے خطوط آتے رہے۔ جن کو لٹریچر بھجوایا جاتا رہا۔

اسلام کے متعلق تعلیم یافتہ طبقے میں دلچسپی کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ کئی ایک یونیورسٹیوں کالجوں اور سکولوں کے طلباء مذہبیات کے کورس کے دوران میں جب اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اسلام پر مضامین لکھنے کے لئے ہم سے لٹریچر طلب کرتے ہیں۔ عرصہ دوران رپورٹ میں Massachusetts State کی ایک کالج کی طالبہ نے جو گریجوایٹ سٹڈی میں مشغول ہے لکھا کہ وہ اسلام پر مضمون لکھنا چاہتی ہے اور اس کے لئے وہ ریسرچ کر رہی ہے لہٰذا لٹریچر بھجوایا جائے چنانچہ اسے لٹریچر بھجوایا گیا۔ اسی طرح واشنگٹن کے ہائی سکول کے ایک طالب علم کا خط موصول ہوا کہ وہ زیر تعلیم مذہبیات کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس کو اسلام سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اس نے سکول کے لئے ایک مضمون اسلام پر لکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لئے اس نے ہم سے لٹریچر مانگا۔ جو اس کو بھجوایا گیا۔ واشنگٹن میں امریکن یونیورسٹی کے ۵۔ سالہ طالب علم مشن ہاؤس میں آیا وہ اسلام پر اپنا Thesis لکھ رہا ہے جس میں وہ احمدیت پر بھی ایک باب لکھے گا اس ضمن میں احمدیت پر معلومات حاصل کرنے کے لئے وہ مشن میں آیا۔ جس سے تفصیلاً گفتگو ہوئی۔ اور وہ کئی ایک کتب برائے مطالعہ لے گیا۔ اور ابھی تک اس مطالعہ میں مشغول ہے۔

عرصہ دوران رپورٹ میامی یونیورسٹی کے قریب [illegible] افراد واشنگٹن مشن ہاؤس میں اسلام پر معلومات حاصل کرنے کے لئے آئے۔ ان میں تھیوسافیکل سوسائٹی کی [illegible] بھی شامل تھیں۔ جن سے مختلف مذاہب اور اسلام کی تعلیم کے بارہ میں زیر بحث ہوتی رہی۔

ریاست ورجینیا کا ایک شہر Fredericksburg کے لڑکیوں کے کالج سے ۳۰ طالبات پر مشتمل ایک گروپ اپنے کالج کے پروفیسر کی سرکردگی میں مشن ہاؤس میں آیا۔ اس گروپ کے سامنے اسلام پر تقریر کی گئی۔ اور مختلف مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ طالبات نے بڑی دلچسپی لی۔ تقریر کے اختتام پر بہت سے سوالات ہوئے جن کے جوابات دیئے گئے۔ [illegible] سب طالبات کو لٹریچر بھی دیا گیا

اسی طرح ریاست ورجینیا کے ایک شہر Kensington سے مقامی چرچ میں سے دس طلباء پر مشتمل ایک گروپ مع پادری صاحب مشن ہاؤس میں آیا۔ اس گروپ کے سامنے بھی خاکسار نے اسلام اور احمدیت پر تقریر کی۔ طلباء تقریر کے بعد بھی سوالات کرتے رہے جن کے جوابات دیئے جاتے رہے۔ دلائل سن کر کئی ایک سوال ہوئے مگر چوہدری صاحب طلباء کے ساتھ آئے تھے وہ خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ انہوں نے کوئی سوال نہ کیا حالانکہ میں نے ان سے درخواست بھی کی۔ واپسی پر ان طلباء اور پادری صاحب کو لٹریچر دیا گیا

مختلف چرچوں میں تقاریر کر کے اسلام کا پیغام پہنچانا بھی تبلیغ کا ایک بڑا موثر ذریعہ ہے۔ عرصہ دوران رپورٹ

خاکسار کو واشنگٹن کے ایک مقامی یونیٹیرین چرچ میں تقریباً ۵۰ افراد کے سامنے تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ اسی طرح واشنگٹن کے ساتھ ملحق ریاست ورجینیا کے ایک شہر McLean کے ایک میتھوڈسٹ چرچ میں خاکسار کو دو تقریریں کرنے کا موقعہ ملا۔ پہلی تقریر کے بعد ممبران نے خواہش ظاہر کی کہ وہ اسلام کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ دوسرے دوستوں کو بھی جو پہلی تقریر میں نہیں آ سکے تھے۔ اس لئے مجھے ایک اور تقریر کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اسی چرچ میں خاکسار نے دوسری تقریر بھی کی۔ ان دونوں تقاریر کا اچھا اثر ہوا۔ بہت سا وقت سوالات وجوابات کے لئے دیا گیا۔ تقریر کے بعد کئی ایک احباب نے کہا کہ اسلام کے بارے میں ان کے دل میں کئی ایک غلط خیال تھے جو ان دو تقریروں سے دور ہو گئے۔

زیر عرصہ دوران رپورٹ خاکسار نے مقامی دو یونیورسٹیوں کے چیدہ چیدہ پروفیسران کو دس خطوط لکھے۔ اور لٹریچر بھی ارسال کیا۔

اس عرصہ میں خوش قسمتی سے مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی دو تین دن کے لئے واشنگٹن تشریف لائے۔ آپ مشن ہاؤس میں بھی آئے۔ اور مختلف امور کے متعلق قیمتی ہدایات دیں۔ ان کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک خاص اجلاس بلایا گیا۔ اس اجلاس میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ چوہدری صاحب موصوف نے خطاب فرمایا۔ اس اجلاس میں چند غیر مسلم اور غانا سے آیا ہوا ایک احمدی طالب علم بھی تھا۔ یہ طالب علم ایک مقامی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ چوہدری صاحب کے اس خطاب سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

حلقہ ڈیٹن

مکرمی میجر عبد الحمید صاحب اس حلقہ میں مصروف کار ہیں۔ عرصہ دوران رپورٹ ایک خاص تبلیغی خط تیار کر کے پانچ سو مختلف چرچوں میں آپ نے بھجوایا۔ اس کے بعد میجر صاحب کو ایک چرچ میں تقریر کی دعوت ملی۔ اور آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اور آپ نے تقریر کی۔ ایک دوسرے چرچ میں بھی آپ کو مدعو کیا گیا جہاں آپ نے اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کیا۔ اور بائیبل سے حوالے دے کر اسلام کی صداقت اور حضرت مسیح کی وفات کو ثابت کیا۔ یہ بحث کافی عرصہ جاری رہی۔ اس بحث کے دوران کالج کی ایک گریجوایٹ طالبہ نے ارادہ کیا کہ وہ ایک گروپ لے کر اسلام پر مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے مسجد آئے گی۔ چنانچہ بعد میں یہ لڑکی گروپ لے کر آئی۔ اور کئی گھنٹے اسلام اور عیسائیت کے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی جس کی وجہ سے گروپ کے بہت سے مزید ممبر اسلام میں دلچسپی لینے لگ گئے اور اب اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

اسی طرح ڈیٹن کی مسجد میں ایک مقامی یونیورسٹی کے طلباء پر مشتمل ایک گروپ آیا۔ ان طلباء کے سامنے تقریر کی اور میجر صاحب نے اسلام کی صداقت از روئے بائیبل بیان کی۔ تقریر کے بعد بحث شروع ہوئی جس میں طلباء اور پروفیسر نے دونوں نے پورا حصہ لیا۔ بالآخر اس پروفیسر نے میجر صاحب کو یونیورسٹی میں تقریر کرنے کی دعوت دی۔

یونیورسٹی کا ایک اور طالب علم بھی اسلام میں دلچسپی لے رہا ہے۔ میجر صاحب اور اس طالب علم کے درمیان تبلیغی خط و کتابت جاری ہے۔ اسی طرح مقامی طور پر ایک تجارت پیشہ فیملی اسلام میں دلچسپی لے رہی ہے اور اسلام کے بارے میں بہت اچھا اثر لے رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو کھول دے اور صداقت کو ظاہر کر دے۔

ڈیٹن کے نزدیک اسی میل کے فاصلے پر کاونگٹن میں ہمارے ایک مخلص احمدی دوست ڈاکٹر مرزا احمد صاحب ایک مقامی ہسپتال میں ٹریننگ لے رہے ہیں وہ اپنے فرصت کے اوقات میں تبلیغ میں کافی حصہ لیتے ہیں۔ اور تقریباً تین سو ڈالر کا لٹریچر خرید کر دلچسپی لینے والوں میں مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ میجر صاحب ان کو لٹریچر بھجواتے رہتے ہیں۔ انہوں نے خاکسار کو بھی لکھا کہ میں جتنا لٹریچر [illegible] دوں وہ قیمت ادا کر دیں گے۔ اور یہ سارا لٹریچر وہ مفت تقسیم کرتے ہیں۔ انہوں نے میجر صاحب کو بھی کئی دفعہ کاونگٹن میں مدعو کیا ہے۔ اور زیر تبلیغ احباب سے ملاقات کرائی ہے۔ اسی شہر میں ایک غیر احمدی دوست اظہر علی صاحب ہیں جو تجارت کرتے ہیں۔ گو وہ احمدی نہیں ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ کے تبلیغی کام سے بڑے متاثر ہیں وہ بھی بعض کتابیں خرید کر غیر مسلموں میں مفت تقسیم کر رہے ہیں۔

مشن میں مقامی جماعت کی تعلیمی اور تربیتی حالت کو بہتر بنانے کیلئے اجلاس باقاعدگی سے ہر ہفتہ ہوتے ہیں۔ جن میں قرآن کریم، حدیث اور کتب حضرت مسیح موعودؑ پر درس دیا جاتا ہے۔ جمعہ کی نمازوں میں خطبات کے ذریعے بھی ممبران کی تربیت کی جاتی ہے۔ غرضیکہ ہر رنگ میں میجر صاحب موصوف پوری تندہی سے مصروف ہیں اور بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔

واشنگٹن۔ پٹسبرگ۔ ڈیٹرائٹ۔ فلاڈلفیا اور بالٹی مور میں بعض افراد نے اسلام قبول کیا جن کی کل تعداد [illegible] ہے

احباب سے درخواست ہے کہ وہ امریکہ میں اسلام اور احمدیت کی ترقی اور مبلغین کے کام میں سہولت اور کامیابی کے لئے درد دل سے دعا کرتے رہیں۔

سید جواد علی

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

سمجھا تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء" (سبز اشتہار)

خاکسار نے کہا کہ اسی بنا پر حضرت اقدس نے اس مبارک وجود کا نام بشیر اور محمود رکھا۔ ایک اور جگہ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں۔

"پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا ہے اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک اور الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا" (سبز اشتہار صفحہ ۷ حاشیہ)

خاکسار نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تحریر جو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۱۲ پر مندرج ہے پیش کی "اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آ چکی ہے۔"

خاکسار نے احباب کو یہ بالوضاحت سمجھایا کہ حضرت اقدس کے وہ الفاظ مثلاً (نسل) اور (جانشین) قابل غور ہیں۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کا خلیفہ یعنی جانشین بننا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نسل ہونا ہی ایک زبردست دلیل ہے۔ جو مصلح موعود پر صادق آتی ہے۔ خاکسار نے کہا کہ ۲۰ر فروری والے اشتہار میں جس قدر بشارتیں بطور پیشگوئی ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئیں اور پھر مصلح موعود کا ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہونا اور جلد جلد بڑھنا خلافت پر فائز ہونا اور پیشگوئی کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میں پورا ہونا وہ تمام کارنامے حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات بابرکات میں پائے جاتے ہیں جو احمدیت کی صداقت اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے وہ خدا جس نے قبل از وقت اپنے بندے پر ظاہر کیا "وہ ذہین اور فہیم ہوگا" اور اس کے بعد ایسا وجود دنیا میں لاکر قوموں کی رستگاری کا موجب بھی بنایا۔ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم، مبلغین کا دنیا میں جال بچھانا، تفسیر و دیگر تصنیفات جس کا کہ غیر بھی اعتراف کرتے ہیں۔ غرضیکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تمام کارناموں پر گہری نظر ڈالنے سے زندہ خدا تعالیٰ پر یقین کامل ہو کر احمدیت کی صداقت اور دین اسلام کے متعلق اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور انسان حق الیقین حاصل کرتا ہے۔ آخر پر ایک لمبی دعا کے ساتھ یہ جلسہ برخواست ہوا جس میں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے درد دل سے دعا کی گئی۔

خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ سلسلہ احمدیہ چارکوٹ

پینگاڈی

بتاریخ ۲۰ر فروری مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل کی صدارت میں "یوم مصلح موعود" کا جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد ہمارے نوجوان احمدی بھائی این کنی احمد صاحب نے ایک تقریر کی جس میں آپ نے ثابت کیا کہ مصلح موعود کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پیشگوئی فرمائی وہ ہمارے موجودہ امام ہمام کے وجود میں نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ بعدہٗ صاحب صدر نے ایک دلآویز تقریر فرمائی جس میں مصلح موعود کے کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم سب بڑھ چڑھ کر خدمت دین بجا لائیں۔

خاکسار بی۔ احمد سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ پینگاڈی

ولادت اور درخواست دعا

مکرمی عبد السلام صاحب آف سرینگر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بتاریخ ۱۶ر فروری کو دوسرا فرزند عطا فرمایا۔ نومولود کی والدہ محترم حکیم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ یاڑی پورہ کی صاحبزادی ہیں اور موصیہ ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ نیز احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مکرمی ملک صاحب کی مشکلات بھی دور فرمائے اور زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کی توفیق دے۔

نوٹ۔ مکرم عبد السلام صاحب نے اس خوشی میں اخبار بدر کیلئے مبلغ دس روپیہ بطور اعانت ارسال فرمائے ہیں اور اپنے خرچ پر ایک زائد پرچہ بھی جاری کروایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

درخواست دعا

مکرم جناب ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب ایم بی بی ایس و ایم۔ ایس ابن الحاج خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کراچی بغرض اعلیٰ تعلیم بتاریخ ۲۰ر فروری ۱۹۶۴ء بوقت ۱۱½ بجے شب بذریعہ ہوائی جہاز [illegible] لندن کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرما دیں اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو کامیاب واپس لائے اور اسلام و احمدیت کیلئے مفید اور نافع الناس بنائے۔

خاکسار سید بدر الدین احمد ثقافت منتظم تحریک وقف جدید کراچی۔

قومی یکجہتی اور دفاعی مسئلہ

یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس سے انحراف قطعی ناممکن ہے کہ ہمارے یہاں جذبۂ قومیت کا قطعی طور پر فقدان ہے وہ اس طرح ظاہر ہے کہ آپ کسی بھی ہندوستانی سے پوچھئے وہ اپنے آپ کو بھارت واسی نہیں بلکہ ہندو، مسلمان، سکھ اور عیسائی کہنا زیادہ بہتر سمجھتا ہے۔ اس کے برعکس مغربی ممالک میں قومیت کا جذبہ یعنی (Nationalism) اپنی بھرپور رعنائیوں کے ساتھ نظر آتا ہے کوئی بھی انگلستانی اپنے آپ کو یہودی، عیسائی یا پارسی کہنے میں فخر نہ محسوس کرے گا بلکہ ہمیشہ یہ کہتے ہوئے اس کا سر فخر سے بلند نظر آئے گا کہ وہ شخص ایک انگلستانی ہے

آخر یہ اختلاف کیوں ہے؟ اس کی ایک بہت بڑی وجہ ہمارے ملک کے جغرافیائی اور طبعی حالات ہیں۔ ہمارا ملک ایک وسیع ترین ملک ہے۔ اس ملک کے بعض صوبے ہی مغربی ممالک سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔ بھارت کی اس وسعت نے اسے مختلف آب و ہوائیں بخشی ہیں۔ آب و ہوا کے اس تضاد نے لوگوں کے رہن سہن، ان کے پہناوے، ان کی غذا اور ان کی عادتوں کو بہت حد تک مختلف النوع بنا دیا ہے۔ بھارت کی عبادات، فرقہ اور خوش گوار آب و ہوا نے اسے مختلف تہذیبوں، مذہبوں اور مختلف زبانوں کا گہوارہ بنانے میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ یہاں کا کلچر اور تہذیب قدم قدم پر جدا نظر آتی ہے۔ ایک پنجابی، ایک بنگالی سے مختلف نظر آتا ہے۔ ایک بہاری اپنے انداز گفتگو اور رنگ ڈھنگ میں ایک مدراسی سے بالکل الگ ٹھاٹھ باٹھ دکھائی دیتا ہے۔ ظاہر ہے کلچر کے اس تضاد اور حالات کے اس اختلاف نے انہیں جذباتی طور پر بھی مختلف ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ رہا کلچر اور تہذیب نے انہیں مختلف اقدار اور آدرش دیئے ہیں۔

یہی تو وہ اسباب ہیں جنہوں نے قومی یکجہتی کے مسئلہ کو ایک نہ سمجھنے والا مسئلہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ قومی یکجہتی کا مطلب ہے آپس کے فرق اور بھید بھاؤ کو بھول کر زبان، ذات پات، مذہب، عقائد اور صوبہ جاتی تنگ نظری اور محدود دائرہ سے نکل کر ایک ساتھ مل جل کر رہنا۔ قوم اور ملک کی ترقی میں شانہ بشانہ کام کرنا۔ میرا خیال ہے جذباتی ہم آہنگی کی اس خلیج ناعبور کو پوری طرح پاٹا جا سکتی ہے۔ جذباتی ہم آہنگی سے مطلب ہے کہ ہم دلی اور دماغی طور پر ایک مخصوص انداز میں سوچیں۔ اجتماعی سطح پر اپنے مسائل کا حل تلاش کریں۔ کسی بھی مسئلہ پر ہماری نظر اور ہماری عقل و دانش کی کرنوں سے بے نیاز ہو کر نہ سوچے ہمارے دلوں کی دھڑکنوں میں کسی حد تک یکسانیت آ جاتی ہے، یہ کام دراصل ایک خاص انداز میں جذبات کو قابو میں کرنے اور ان کے دھاروں کو ایک مخصوص یکساں طریقے میں موڑ دیئے جانے پر ہو سکتا ہے

زیر نظر موضوع کچھ اسی نوعیت کا ہے کہ اس پر جس قدر بھی قلم بند کیا جائے وہ تنگیٔ داماں کا گلہ کرے گا۔ لہٰذا میں یہاں تعلیمی نقطۂ نظر سے بحث کرنے کی کوشش کروں گا۔

آیا تعلیم اس میدان میں کس حد تک اثر انداز ہوئی ہے۔ اور اس کو ہم کہاں تک ایک اہم ذریعہ بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ میری نظر میں قومی یکجہتی کسی ملک کی ترقی، کامرانی اور سالمیت کی بنیاد ہے۔ ایک قوم جس قدر ایکتا اور یک جہتی کے دھاگے میں بندھی رہے گی۔ اسی حد تک نہ صرف وہ اپنا دفاع کامیاب طریق پر کر سکتی ہے۔ بلکہ ترقی و کامرانی کے اعلیٰ ترین مدارج طے کر کے اپنی اصل منزل تک پہنچ سکتی ہے یہاں میں تعلیم پر ہی بحث مناسب سمجھوں گا۔ کیونکہ تعلیم ایسا واحد ذریعہ ہے جس کے ذریعہ ہم انسان کے اذہان، جذبات، خیالات اور افکار نہایت آسان اور کامیابی سے موڑ سکتے ہیں۔

اسکول کی درسی کتب چونکہ ایک خاص ترتیب اور منظم طریق پر ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کا اثر ہمارے اذہان پر زیادہ پڑتا ہے ہم اپنے اساتذہ سے بھی بہت کچھ سیکھتے ہیں تو استاد ہی کیا۔ اس زمرہ میں وہ تمام شخصیتیں بآسانی تمام آ جاتی ہیں جن سے ہم کسی نہ کسی حد تک متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن کس قدر افسوسناک بات ہے کہ آجکل ہماری درسی کتب میں حالات و واقعات کچھ اس قدر توڑ مروڑ کر پیش کئے جا رہے ہیں۔ جو حقیقت سے کوسوں دور ہیں یہ کتابیں بجائے قومی یک جہتی کی فضاء کو بڑھاوا دینے کے اس فضاء کو کچھ اور بھی مسموم کر رہی ہیں ان واقعات اور حادثات کو اس قدر غلط طور پر پیش کیا گیا ہے کہ ایک فرقہ کے بچے خود بخود ہی دوسرے فرقے کے بچوں سے نفرت کرنے کے لئے مجبور ہو جائیں۔ اس طرح جب شروع ہی سے ان کا ذہن یہ بنا دیا جائے گا۔ تو آئندہ اس کا ایک خطرناک اثر قومی یکجہتی پر پڑے گا۔ تاریخ کی کتب اس رول کو ادا کرنے میں ایک خاص حصہ لے رہی ہیں۔ آپ خود ہی اندازہ لگائیے کہ جب ان ننھے ننھے نازک سے انسانوں کو شروع ہی میں زہر آلود کر دیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ زہر کبھی نہ کبھی باہر نکلنے کی تو کوشش کرے گا ہی۔ اور جب یہ زہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی یہی کوشش مختلف لڑائی جھگڑوں اور فرقہ وارانہ فسادات کا روپ دھار لیتی ہے۔ اسی نوعیت کے مواد کی کتب کے سلسلہ میں یو۔پی اور مدھیہ پردیش خاص طور پر بدنام ہیں۔ ضروری ہے کہ ان تمام کتابوں کا ایک بار پھر سے گہرا جائزہ لیا جائے۔ اور بچوں کے لئے ایسی کتابیں فراہم کی جائیں جو ان کے اندر وطن سے محبت آپسی بھائی چارہ اور تعاون کی نادر جذبات کو نہ صرف پیدا کر سکے بلکہ ابھارنے میں مددگار ثابت ہو سکیں۔ ہمارے یہاں اب تک مذہبی بازیگر اپنی دکانیں نہایت شان سے سجائے بیٹھے ہیں ان کی ملمع کاری کو ابھی تک ہمارا معاشرہ نہیں پہچان سکا ہے مذہب کے نام پر وہ آج بھی مارنے مرنے پر کمر بستہ ہو جاتا ہے ہماری کوشش ہو کہ اس ملمع کاری اور دکھاوے کو ہم دنیا سے دور کر سکیں۔ میری ذاتی رائے ہے جس مذہب کو اگر اس کے حقیقی روپ میں پڑھایا جائے تو شاید کچھ بہتری کا سامان ہو سکے آج ہمارے یہاں مذہب کی ظاہری چیزوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

اور نہ یہ کہ مذہب کی اصل روح سے انہیں روشناس کرایا جائے انہیں عبادت اور پوجا کے طریقوں سے روشناس کرایا جاتا ہے مگر انہیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ مذاہب کی عظمت کے راز ان چیزوں سے مظہر ہیں ان کے رہبروں و اسلاف کے کردار کی خصوصیات کیا ہیں۔ ان کے تعلقات دوسروں کے ساتھ کیسے تھے اور کس طرح اپنے اور پرائے کی بھلائی میں وہ ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اور کردار کی ان عظیم مشعلوں کو ہم کس طرح عملی طور پر اپنا سکتے ہیں۔ مذہبی رہنماؤں کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کی بجائے اگر ان کی تعلیمات کو اپنے بچوں کے ذہن نشین کرایا جائے تو زیادہ بہتر رہے میری ذاتی رائے ہے اگر مختلف مذہبوں کو پڑھایا ہی جائے تو نہ صرف ان اصول پر ہی زور دیا جائے جو حقیقتاً مذہب کی بنیاد ہیں۔ اور جنہیں ہم اخلاقیات کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

دراصل یہی وہ باتیں ہیں جو ہماری زندگی کو دلچسپ اٹھاتی ہیں اور دوسرے یہ کہ یہ تمام باتیں مذاہب میں ایک ہی جیسی ہیں۔ ہر مذہب ایمانداری، انصاف پسندی، عدم تشدد اور راست گوئی کی تعلیم دیتا ہے اس صفحہ ہستی پر کوئی بھی مذہب ایسا نہیں ہے جو دروغ گوئی بے انصافی اور نفرت کو فروغ دینے کے درپے ہو اگر دنیا کے مختلف مذاہب میں ہمیں کوئی اختلاف دکھلائی دیتا ہے تو وہ محض ان کے عبادت کے طریقوں میں یا بعد کے لوگوں کی اختراع اور ایجاد کا نتیجہ ہے بہر طور پر منزل سب کی ایک ہی ہے صرف راستے ضرور جدا جدا ہیں۔ اگر مذہبی تعلیم کا انداز تبدیل کر دیا جائے تو یقیناً مختلف مذاہب کے درمیان بھید بھاؤ اور تفریق کی جو ایک خلیج ناعبور حائل ہے وہ بآسانی مٹ سکتی ہے۔

نیتی اور یہی لگن ہمیں یقیناً اقتصادی، سماجی اور فوجی طور پر قوت بخشے گی اور یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ ایسے ماحول اور فضاؤں کی بازگشت ہم اگر ایک چین تو کیا ایسے ایسے ہزاروں چینوں کا ہم بآسانی سے مقابلہ کر سکیں گے۔ بلکہ بیرونی مقابلہ کی نوبت بھی نہ آئے اس ایکتا اور اتحاد کی مضبوط دیوار پر بغیر کسی اتنا موقع اور مہلت نہ دیں گی کہ کوئی دیوانہ اس سے سر پھوڑنے کی سعی لاحاصل میں سرگرداں ہو۔ (قومی جنگ کا البیلی ملاحظ)

(بحوالہ روزنامہ الجمعیت دہلی ۱۸/۱)

بدر کے لئے اعانت فنڈ

خوشی کے بعض خاص مواقع مثلاً بچہ کی پیدائش یا نکاح کی بابرکت تقریب وغیرہ کے سلسلہ میں دوست خواہش رکھتے ہیں کہ دعا کی تحریک کی خاطر سلسلہ کے اخبار میں ایسا اعلان شائع ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ اخبار بدر ہفتہ وار ہونے کی صورت میں اس میں ضروری تبلیغی و تربیتی مضامین اور مرکزی تحریکات و اعلانات کے علاوہ دیگر اغراض کے لئے بہت کم گنجائش رہ جاتی ہے۔ اس کے باوجود احباب کی خواہش کے احترام میں مذکورۃ الصدر اعلانات کی گنجائش نکال لی جاتی ہے۔ اس صورت میں احباب کا بھی فرض ہے کہ ایسے اعلانات بھجواتے وقت حسب توفیق بدر کی اعانت کو ملحوظ رکھا کریں۔ کہ یہ بھی ایک طرح کی سلسلہ کی مالی مدد ہے اور ذاتی طور پر اظہار تشکر کے رنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ایک بابرکت ذریعہ۔

(ادارہ بدر)

ہالینڈ میں رمضان المبارک اور عید الفطر

(بقیہ صفحہ اوّل)

گزشتہ سال سے یہاں ٹرکی سے بہت لوگ کام کے لئے آرہے ہیں۔ جو ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ کوشش کی کہ ان سب سے تعلق قائم کیا جائے اور رمضان المبارک کے ضمن میں انہیں یہاں کے ضروری حالات اور مسائل سے آگاہ کیا جائے اس غرض کے لئے چار سرکلرز ترکی زبان میں تیار کر کے ان تک پہنچائے گئے۔ پھر یہاں ترک ہی نہیں بلکہ بعض اور اسلامی ممالک مثلاً مراکو اور شرق اردن سے بھی بہت سے لوگ کام کے لئے آئے ہوئے ہیں اور ان کی تعداد دن بدن اضافہ ہو رہا ہے ان سب سے تعلق قائم کرنے کے لئے خط و کتابت کے علاوہ کچھ دورے بھی کئے۔ ان کے علاوہ رمضان المبارک کے ایام میں ہماری مصروفیات میں خاصہ اضافہ ہوگیا۔ ڈاک کا کام بھی بہت بڑھ گیا اور ٹیلی فون تو اس قدر آنے لگ گئے کہ صبح کو دفتر کا کام کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ مگر اس کے باوجود یہ ساری مصروفیت اور یہ ساری خدمت ایک بڑے سرور اور لطف کا موجب تھی۔

دنتر پروگرام کے دوسرے حصے کے لئے ہمارا جلسوں کا کوئی معین پروگرام تو اس دفعہ نہیں تھا۔ تاہم متعدد جگہوں پر لیکچرز دینے کے مواقع ملے۔ دو پبلک جلسے مشن میں بھی بہت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئے تھے ایک جلسہ وسط جنوری میں ہوا۔ اور دوسرا آخر جنوری میں۔ یہ دونوں جلسے ایک ہی موضوع پر تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب پہلا جلسہ ۱۵ر جنوری کو ہوا۔ تو اس میں اس قدر دوست آئے۔ کہ ایک بہت بڑی تعداد کو جگہ نہ ہونے کے باعث واپس جانا پڑا۔ چنانچہ ہمیں مجبوراً اعلان کرنا پڑا کہ یہی لیکچر دو ہفتہ کے بعد پھر ہوگا۔ اور اس کے لئے اخبار میں اعلان کیا کہ جو دوست اس جلسہ میں شامل ہونا چاہیں وہ پہلے جگہ ریزرو کروالیں تاپہلے کی طرح پھر انہیں واپس نہ جانا پڑے۔ اعلان کے بعد دو ہی دن میں مطلوبہ تعداد پوری ہوگئی اس کے بعد کوئی ۵۰ کے قریب مزید درخواستیں موصول ہوئیں۔ اب ہم سوچ رہے ہیں کہ تیسری دفعہ پھر اس لیکچر کا اہتمام کیا جائے۔ مگر مشن کی دیگر گوناگوں مصروفیات کے پیش نظر اس لیکچر کو کچھ وقت ابھی ملتوی کرنا پڑے گا۔

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی برکات کے لحاظ سے ایک خاص مہینہ ہے۔ اس کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہم ہر سال مسجد میں روزانہ ایک پارہ درس کا اہتمام کرتے ہیں۔ یہ اس دفعہ بھی سارا مہینہ باقاعدگی کے ساتھ جاری رہا۔ اس درس کے لئے یہاں کے حالات کے لحاظ سے شام ہی کا وقت موزوں تھا۔ چنانچہ ۸ بجے عشاء کی نماز کے بعد سے یہ درس شروع ہو کر رات کے ساڑھے دس بجے تک ختم ہوجاتا رہا۔ آخری عشرہ میں اس درس کے علاوہ ہم نے تراویح کا التزام کیا تا ڈچ نو مسلموں میں اسلامی عبادت کا یہ خاص طریق بھی جاری و ساری رہے۔

مشن کی تبلیغی مساعی کے ضمن میں گزشتہ ۲ر فروری کا دن خاص طور پر قابل یاد رہے گا جبکہ ہالینڈ کے ٹیلی ویژن کے پروگرام میں نصف گھنٹہ تک "اسلام کا پروگرام" لوگوں کی توجہ کا مرکز رہا۔ یہ پروگرام نشر کئے جانے سے پہلے ملک بھر کے روزناموں میں محکمہ ٹی وی کی طرف سے اس کا اعلان کیا گیا۔ جن میں نمایاں طور پر بطور خبر کے امام مسجد ہالینڈ کے اس پروگرام میں حصہ لینے کا ذکر تھا۔ اس میں مسجد کے بیرونی اور اندرونی حصہ کو پورے طور پر پردہ تصویر پر دکھایا گیا۔ اس پروگرام میں ۷ منٹ کی میری تقریر ارکان اسلام کی تشریح پر مشتمل تھی۔ نیز برادرم صلاح الدین صاحب کو مسجد میں نماز پڑھتے دکھایا گیا۔ اور اس کے علاوہ ہماری جماعت کے دو افراد ناصرہ زمرہین اور محمود نعیم الاسلام کا انٹرویو بھی اس پروگرام کا جزو تھا۔ گو ہمیں افسوس ہے کہ متعلقہ محکمہ نے پورے خلوص سے اس پروگرام کو ترتیب نہیں دیا۔ تاہم اس پروگرام سے سارے ملک میں ایک دفعہ حرکت ضرور پیدا ہوگئی۔ جس کا اندازہ بعض کے خطوط اور بے شمار ٹیلی فون کالز سے آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ ہالینڈ میں نصف سے زیادہ گھروں میں ٹیلی ویژن سیٹس موجود ہیں اس پروگرام کے ردّ عمل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اب ہم اپنی مساعی کے لحاظ سے نئے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔

ہماری اس دفعہ کی عید بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک خاص عید تھی۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس ملک میں متعدد مسلم ممالک کے لوگ کام کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں (یہ صرف وہی ممالک ہیں جن کے ساتھ حکومت ہالینڈ کا خاص معاہدہ ہے) چنانچہ جوں جوں عید قریب آتی گئی۔ آمدہ اطلاعات کے پیش نظر ہمیں یقین ہوگیا کہ اتنی بڑی تعداد کے لئے مسجد میں جگہ بنانا ممکن نہیں ہوگا۔ چنانچہ عید سے چند روز قبل ہمیں مسجد کے قریب خلافتہ میں ایک وسیع ہال کرایہ پر لینا پڑا۔

عید بیال سفتہ کے روز ۱۵ر فروری کو منائی گئی۔ عید کا وقت ہم نے ۱۰ بجے کا رکھا تھا۔ مگر ہمیں پہلے سالوں کی طرح اس دفعہ بھی یہ خیال ضرور تھا کہ مسلم ممالک سے آئے ہوئے بعض احباب فجر کی نماز سے بہت پہلے ہی آ موجود ہوں گے تاکہ آج عید کے روز صبح کی نماز خاص طور پر مسجد میں ادا کی جاسکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابھی صبح کی نماز کا وقت بھی نہ ہوا تھا کہ دروازہ کی گھنٹی بجنی شروع ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ بعض ترک دوست مالٹوں سات دور دراز کا سفر طے کرتے ہوئے اس غرض سے آئے ہیں کہ تا صبح کی نماز کے لئے وقت پر مسجد پہنچ سکیں۔ چنانچہ صبح کی نماز کے بعد سے پھر آنے والوں کا ایک تانتا بندھ گیا۔ اور مسجد جلد ہی پُر ہوگئی۔ اس کے بعد پھر جو لوگ انفرادی طور پر یا گروپوں کی صورت میں بسوں میں آئے انہیں ہم ہال کی طرف راہنمائی کرتے رہے حتیٰ کہ دس بجے سے پہلے ہال بھی سارا بھر گیا۔ آنے والوں میں کثیر تعداد ترکوں کی تھی۔ دوسرے نمبر پر مراکش تھے اور پھر اردن کے لوگ۔ چار سے ڈچ نو مسلمین کی اکثریت "مسجد ہی میں رہی۔ ایک جگہ مکرم برادرم چوہدری صلاح الدین صاحب نے نماز عید پڑھائی اور دوسری جگہ خاکسار نے۔ ٹیلی ویژن رپورٹر دونوں جگہ موجود تھے۔ چنانچہ دونوں جگہ انہوں نے آواز بھی ریکارڈ کی اور تعداد یری فلم بھی لی۔ اور پھر اس ساری کارگزاری کو رات خبروں کے پروگرام میں نشر کیا۔ جس سے ایک دفعہ پھر ہماری مسجد لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئی۔ یہ اندازہ ہے کہ دونوں جگہ پر کوئی دس بارہ صد کے قریب نماز پڑھنے والوں کی تعداد تھی ٹیلی ویژن پر لوگوں نے جب اتنا بڑا مسلمانوں کا اجتماع دیکھا تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ خدا کرے کہ یہ حالات مشن کی آئندہ ترقیات کا پیش خیمہ ثابت ہوں۔ اور وہ دن بھی دیکھنا نصیب ہو۔ جب ڈچ مسلمانوں کا اس قدر اجتماع ایک حقیقت بن کر سامنے آ جائے۔

مسجد میں نماز عید کے بعد احباب کی کافی وغیرہ سے تواضع کی جبکہ ہال میں کھجوریں تقسیم کی گئیں۔

عید کی شام کو مسجد میں پاکستان کے سفیر جناب شہاب صاحب کے اعزاز میں ریسیپشن (Reception) کا اہتمام تھا۔ جس میں آپ از راہ نوازش بیگم محترمہ تشریف لائے۔ اس موقع پر انڈونیشین ایمبیسی کے انچارج ڈاکٹر محمد شریف اور ترکی ایمبیسی کے فرسٹ سیکرٹری بمعہ اپنی بیگم محترمہ کے تشریف لائے۔ صبح کی نماز کے رقت ایران کے سفیر صاحب بھی مسجد تشریف لائے اور شام کے وقت پارٹی میں نہ آ سکنے کی معذرت کی۔ ریسیپشن میں جماعت کے افراد کے علاوہ متعدد قابل ذکر افراد موجود تھے۔

ہمارے لئے یہ عید ایک اور لحاظ سے بھی مسرت کا موجب ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر دو ڈچ افراد کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقلال عطا فرمائے۔ آمین۔

جلسہ یوم مصلح موعود

۱۵ر مارچ بروز اتوار بھی کیا جاسکتا ہے

نظارت ہذا کی طرف سے مورخہ ۲۰ر فروری کو جلسہ ہائے یوم مصلح موعود منعقد کئے جانے کا اعلان کیا گیا تھا۔ اگر بعض جماعتوں کی طرف سے رمضان المبارک کی وجہ سے اس تاریخ پر جلسہ کا اہتمام نہ ہو سکا ہو۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ایسی جماعتیں ۱۵ر مارچ بروز اتوار اپنے یہاں جلسہ کا اہتمام کریں۔ اور بعد انعقاد جلسہ کی مفصل رپورٹ دفتر ہذا میں ارسال کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

احباب جماعت و عہدیداران مال کی توجہ کیلئے

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ختم ہونے میں صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اس لئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے ذمہ کے جملہ چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کے لئے فوری طور پر متوجہ ہوں اور عہدیداران مال کا بھی فرض ہے کہ وہ تمام وصول شدہ چندوں کی رقوم جلد سے جلد مرکز قادیان میں بھجوا دیا کریں تا کہ متعلقہ جماعتوں کے حسابات میں محسوب ہو سکیں اگر کوئی وصول شدہ رقم ۳۰ راپریل تک داخل خزانہ نہ ہو سکی تو ایسی رقم اگلے سال کے حساب میں محسوب ہو گی۔ اور جماعت متعلقہ کے ذمہ اس سال کا بقایا رہ جائے گا

لہذا اس عرصہ میں وصولی چندہ جات کے لئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے کیونکہ ابھی بہت سی جماعتوں کا تدریجی بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ جماعتوں میں اخلاص اور قربانی کی روح پیدا کرنے میں مقامی عہدیداروں کا بھی بہت دخل ہے۔ اگر عہدیداران کرام خود اپنا عملی نمونہ پیش کریں اور مؤثر رنگ میں دوستوں کو تحریک کریں۔ تو بھی انشاء اللہ تعالےٰ کے فضل سے وصولی چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔

پس جن عہدیداران نے سال کے دوران میں پوری توجہ اور کوشش سے کام نہیں کیا۔ ان کو چاہیئے کہ اب وہ عملاً اس کی تلافی کر دیں۔ اور جن عہدیداران نے سال بھر شوق اور محنت سے کام کرنے کی سعادت پائی ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ اس مہینے میں مزید جدوجہد کر کے پہلے سے زیادہ ثواب کمائیں اور خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا مندرجہ ذیل ارشاد احباب جماعت و عہدیداران کی خاص توجہ اور عملی کوشش کا متقاضی ہے۔

حضور ارشاد فرماتے ہیں:-

"میں ایسے چندوں کا قائل نہیں ہوں کہ وعدہ تو لکھ دیا اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہو۔ یا دہانی کرائی جا رہی ہو اخبارات میں اعلانات ہو رہے ہوں اور وعدہ کرنے والا پھر خاموش بیٹھا رہے"

"تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی انابت ایک نیا اخلاص اور ایک نیا ایمان پیدا کر دے گا"

جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو وصولی چندہ جات اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع دی جاری ہے ابھی تک تدریجی بجٹ کے مقابل اصل آمد لازمی چندہ جات میں کافی کمی ہے اور بعض جماعتوں کی وصولی باوجود بار بار توجہ دلانے کے برائے نام ہوئی ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت و عہدیداران مال اور مبلغین کرام اپنی اپنی جماعت کی کمی آمد کو پورا کرنے کی فکر کریں اور سال کے ان آخری ایام میں خاص توجہ سے سو فیصدی وصولی کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کو مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے اور ہم سب کو اس امر کی توفیق عطا فرماتے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر کے خدا تعالےٰ کی رضا مندی حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اضافۂ مال کا گُر

(سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اس کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا"

ناظر بیت المال قادیان

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

نوٹ:- یہ تقرر مورخہ ۳۰/۴/۶۵ تک کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

۱- جمشید پور۔ (بہار)

عہدہ	نام
سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید۔	مکرم سید احتشام الحق صاحب

۲- کالیکٹ (کیرالہ)

عہدہ	نام
جنرل سیکرٹری۔	مکرم ایم۔ کے حسن کویا صاحب انجمن احمدیہ کالیکٹ

۳- مونگھیر۔ (بہار)

عہدہ	نام
سیکرٹری مال۔	مکرم ضیاء العارفین صاحب۔

۴- جماعت احمدیہ ادگام۔ ڈاکخانہ کولگام ضلع اننت ناگ (کشمیر)

عہدہ	نام
صدر۔	مکرم محمد اسمٰعیل صاحب ڈار
سیکرٹری مال	" محمد رمضان صاحب ڈار
سیکرٹری تبلیغ و تربیت	" مولوی عبد الرحیم صاحب

۵- جماعت احمدیہ پھوہڑ۔ ڈاکخانہ پہلگام ضلع اننت ناگ (کشمیر)

عہدہ	نام
صدر۔	مکرم ملک عبد الستار صاحب
سیکرٹری مال۔	" عبد الصمد صاحب براڈ
سیکرٹری تبلیغ و تربیت	" عبد القادر صاحب براڈ

۶- پراونشل انجمن احمدیہ اڑیسہ۔

عہدہ	نام
پراونشل نائب امیر۔	مکرم شیخ ظاہر الدین صاحب بی۔ اے آف کیرنگ ضلع پوری۔ اڑیسہ
	مکرم مولوی محمد صدیق صاحب آف کرڈاپلی۔ ڈاکخانہ سنگریا۔ ضلع کٹک۔ اڑیسہ

بقایا چندہ جلسہ سالانہ

احباب جماعت کو چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی اصولاً جلسہ سالانہ سے قبل کرنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ جلسہ سالانہ کے ہنگامی اخراجات کے بار کی متحمل صدر انجمن احمدیہ قادیان نہیں ہو سکتی۔ لیکن باوجود اس کے کہ جلسہ سالانہ کو گذرے ہوئے دو ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ اب بھی بعض جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ بقایا چلا آرہا ہے۔

لہذا اس اعلان کے ذریعہ سے تمام احباب جماعت و عہدیداران مال اور مبلغین کرام کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ بقایا چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کے لئے خاص توجہ دے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور کوشش کریں کہ بقایا چندہ کی سو فیصدی وصولی ہو کر رقوم جلد از جلد مرکز قادیان پہنچ جائیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی ۲ر مارچ۔ وزیر دفاع شری چوہان نے آج لوک سبھا میں شری ناتھ پائی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی طرف سے بھارت کی ہوائی حدود کی خلاف ورزی کی وارداتوں سے اس کو ہوائی طاقت کی برتری نہیں بلکہ اس کا پریشان کن اور اشتعال انگیز رویہ ظاہر ہوتا ہے۔ آپ شری ناتھ پائی کی اس رائے سے متفق تھے کہ پاکستان کی طرف سے بھارت کی ہوائی حدود کی خلاف ورزی کی یہ وارداتیں محض پروٹسٹ مراسلوں سے بند نہ ہوں گی۔ بلکہ ناجائز طور پر گھس آنے والے ہوائی جہازوں کو روکنے کی پالیسی اختیار کرنے سے بند ہوں گی۔ تاہم آپ نے کہا کہ اس بارے میں ہوائی فوج کی عملی کارروائی کی ترجیحات کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ یقیناً اس معاملہ پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔ اس سے پہلے نائب وزیر دفاع شری ڈی۔ آر۔ چوہان نے بتایا تھا کہ پاکستانی ہوائی جہازوں کی طرف سے آخری خلاف ورزی ۲۴ر جنوری کو ہوئی تھی۔ اس کے خلاف پاکستان سے پروٹسٹ کیا گیا تھا۔ تریپورہ کی سرحد پر ۱۹۶۳ء کے دوران میں پاکستان کی طرف سے تیرہ بار بھارتی ہوائی حدود کی خلاف ورزی کی گئی۔ ان میں سے پانچ وارداتوں کے متعلق پاکستان کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ وہ انہوں نے خلاف ورزی کے الزام کی صحت سے انکار کیا ہے۔

نئی دہلی ۲ر مارچ۔ بھارتیہ جن سنگھ ورکنگ کمیٹی نے آج اپنے اجلاس میں بھارت سرکار پر زور دیا کہ وہ مشرقی پاکستان میں ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کی نسل کشی کے خلاف اقوام متحدہ میں باضابطہ شکایت دائر کرے۔ نیز جنیوا میں قانونی ماہرین کی بین الاقوامی کونسل سے بھی درخواست کی جائے کہ وہ اس بارے میں موقعہ پر تحقیقات کرے۔

نئی دہلی ۲ر مارچ۔ آج لوک سبھا میں پردھان منتری شری نہرو نے انکشاف کیا کہ شیخ عبداللہ نے گذشتہ جنوری میں مرکز کو ایک خط لکھا تھا جس میں حضرت بل کی درگاہ سے موئے مبارک کی چوری پر صدمہ کا اظہار کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ اس کے سنگین نتائج رونما ہو سکتے ہیں۔ وزیراعظم شری پرکاش ویر شاستری کے ضمنی سوال کا جواب دے رہے تھے۔ اس سے پہلے شاستری نے شیخ عبداللہ کی رہائی کے امکانات کے بارے میں غور کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اس سوال پر جموں و کشمیر سرکار چند ماہ سے غور کر رہی ہے۔ اب اس پر غور کرنا اس حکومت کا کام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ اس پر غور کرے گی تو ہمیں بھی تمام حالات سے آگاہ رکھتی رہے گی۔

واشنگٹن یکم مارچ۔ اس امر کے قوی آثار ملے ہیں کہ امریکہ کشمیر کے جھگڑے کے تصفیہ کیلئے ایک نئی تجویز پیش کر رہا ہے جس میں تجویز کیا گیا ہے کہ وادی کشمیر اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر پر مشتمل علاقہ کو خود مختار قرار دے دیا جائے۔ جموں اور لداخ بھارت کے پاس رہیں گے۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر [illegible] اس وقت برطانیہ سے مشورہ کر رہے ہیں اور وہ عنقریب بھارت اور پاکستان جائیں گے۔ غالباً وہ بھارت اور پاکستان کو اس منصوبہ پر غور کرنے کی ترغیب دینے سے پہلے برطانیہ کو اس پلان کا حامی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکام محسوس کرتے ہیں کہ اب آزاد کشمیر کا منصوبہ منظور کئے جانے کے امکانات پہلے کی نسبت زیادہ روشن ہیں۔ یہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ سری نگر میں گڑبڑ سے بھارت سرکار آزاد کشمیر کی مقبولیت کی قائل ہو گئی ہوگی۔ حکومت امریکہ کا خیال ہے کہ یہ گڑبڑ پاکستان نواز جذبات کی نہیں بلکہ بخشی سرکار کے خلاف عوامی جذبہ کی مظہر تھی۔ یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ بھارت سرکار کے لئے خود مختار کشمیر کے اس منصوبہ کو منظور کرنا آسان ہوگا۔ کیونکہ اس میں ان لوگوں کی محدودی کی کوئی حمایت نہیں کی گئی۔ اس خیال کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بھارت کے پاس تو جموں اور لداخ رہیں گے۔ مگر پاکستان کو اپنا مقبوضہ سارا کشمیر چھوڑنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ان وجوہ سے پاکستان کے لئے یہ منصوبہ منظور کرنا مشکل ہو۔ تاہم یہ باور کیا جاتا ہے کہ سکیورٹی کونسل کی حالیہ بحث سے پاکستان کو احساس ہو گیا ہوگا کہ وہ اپنی چالوں سے بھارت کو پریشان کرنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ امریکی منصوبہ کے ماتحت بھارت اور پاکستان اور اقوام متحدہ کشمیر کی آزادی کی گارنٹی دیں گے۔

امرتسر ۲ر مارچ۔ آج پولیس کے اینٹی سمگلنگ سٹاف کے انسپکٹر سردار گوربچن سنگھ نے پولیس اور کسٹمز سٹاف کو ساتھ لے کر گورو بازار میں ایک دکان پر چھاپہ مار کر پانچسو پیکٹ نقلی ہیرے، جواہرات اور قیمتی پتھر برآمد کئے۔ ان کی مالیت کئی لاکھ روپیہ بتی ہے۔ ان کی شناخت کیلئے دہلی اور جے پور سے جوہری منگوائے گئے ہیں۔ پولیس نے ایک بیوپاری کو شامل تفتیش کیا ہے۔ جس نے اس سلسلہ میں سنسنی خیز انکشافات کئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کلکتہ میں ایک بزنس کمپنی کام کرتی ہے جو چیکوسلواکیہ۔ اٹلی۔ جاپان وغیرہ ممالک سے نقلی ہیرے، جواہرات اور قیمتی پتھر سمگل کراتی ہے۔ اور پھر انہیں پارسلوں کے ذریعہ مختلف مقامات پر بھیجا جاتا ہے۔ مگر ان پارسلوں پر کچھ اور اشیاء کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ آج پولیس نے جنرل پوسٹ آفس سے بھی دو پارسل پکڑے ہیں۔

واشنگٹن ۲ر مارچ۔ امریکہ کے نائب وزیر خارجہ مسٹر جارج بال نے کل ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں پاکستان اور کمیونسٹ چین کے درمیان تعلقات کے فروغ پر اور مسٹر چو این لائی کے دورہ پاکستان پر اظہار تشویش کیا۔ مسٹر بال نے یاد دلایا کہ چند ماہ ہوئے پریذیڈنٹ نے آپ کے سفیر ایوب کے پاس امریکہ کی تشویش کا اظہار کرنے کیلئے بھیجا تھا۔

آپ نے کہا ہمیں امید ہے کہ وہ پیکنگ کے ساتھ اپنے تعلقات اس حد تک نہیں لے جائیں گے کہ پاکستان کے ساتھ ہمارے تعلقات پر برا اثر پڑے اور ہمیں امید ہے کہ پاکستان ہم سے کئے گئے معاہدوں کی ذمہ داریوں کو پورا کرے گا۔ امریکی سرکار صورت حالات کا پوری توجہ کے ساتھ جائزہ لے رہی ہے۔ آپ نے کہا کہ پاکستان کی اہم

اخبار بدر کی ملکیت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

۱۔ مقام اشاعت .... قادیان
۲۔ وقفہ اشاعت .... ہفتہ وار
۳-۴۔ پرنٹر پبلشر .... ملک صلاح الدین ایم۔ اے
قومیت .... ہندوستانی
پتہ .... محلہ احمدیہ قادیان
۵۔ ایڈیٹر کا نام .... محمد حفیظ بقاپوری
قومیت .... ہندوستانی
پتہ .... محلہ احمدیہ قادیان
۶۔ اخبار کے مالک افراد یا ادارہ کا نام .... صدر انجمن احمدیہ قادیان

میں ملک صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات اور علم کا تعلق ہے صحیح ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے
پبلشر اخبار بدر قادیان ۲۹ر فروری سنہ ۱۹۶۴ء

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہے!

خریداری نمبر	نام	تاریخ اختتام چندہ
۱۰۴۵	مکرم خواجہ حبیب اللہ صاحب سرینگر	۲۸ ۱/۶۴
۱۰۹۳	” محمد مظاہر حسین صاحب بڑا گاؤں	”
۱۱۲۳	” مظفر احمد صاحب پال جمشید پور	”
۱۱۷۷	” قریشی مختار احمد صاحب لکھنؤ	”
۱۱۹۹	” محمد عبدالعزیز صاحب ہیکنڈہ	”
۱۲۰۴	” ایس۔ اے محمد فہیم اللہ صاحب اٹارسی	۲۸ ۲/۶۴
۱۲۱۴	” محمد مظاہر حسین صاحب مظفر نگر	۲۸ ۱/۶۴
۱۲۳۰	” قاضی علیم الدین صاحب شلی پور کیٹرہ	۲۸ ۲/۶۴
۱۲۴۵	” سید غلام ابراہیم صاحب پردیپ	”
۱۲۵۷	” محمد رفیق صاحب مدراس	”
۱۲۷۱	مکرمہ ننھی بو صاحبہ ہبلی	۲۸ ۱/۶۴
۱۲۷۵	مکرم ظہور حسن صاحب دان پردہ	۲۸ ۲/۶۴
۱۲۹۲	” عبدالرحمان صاحب پنشنر کوریل	۲۸ ۱/۶۴
۱۳۳۶	” محمد عارف صاحب احمدی ٹھیکیدار مظفر پور	۲۸ ۲/۶۴
۱۳۲۷	” غلام محمد صاحب پڈر کونگام	”
۱۳۳۸	” عبدالسلام صاحب ٹاک سرینگر	۲۸ ۱/۶۴
۱۳۴۰	” حمید الدین صاحب لودھی پور	۲۸ ۲/۶۴
۱۳۴۷	” ابراہیم صاحب خانپور ملکی	”
۱۳۷۹	” عبدالعزیز صاحب پریذیڈنٹ بڈھانوں	”
۱۴۰۵	مکرمہ ناصرہ سراج صاحبہ حیدر آباد	”

سو مندرجہ بالا احباب کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ آپ نے اس مرکزی اخبار کو اپنے نام جاری رکھتے ہوئے اپنا چندہ مبلغ ۔/۷ روپے ارسال فرما کر شکور فرما دیں۔ اس سے آپ کو دو فائدے حاصل ہوں گے۔ (اول) آپ تک مرکز کی آواز باقاعدگی سے پہنچتی رہے گی (دوم) آپ بھی اور آپ کے زیر اثر احباب بھی احمدیت کی روحانی غذا سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ دعا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس مرکزی اخبار کو اپنے نام جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین ——— (مینجر بدر)